August 2005

حدیث

حضور ﷺ نے فرمایا

جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی گویا وہ ایسے ہے جس کے گھر والے اور مال و دولت چھین لیا گیا ہو

ابن حبان

جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان

22

ماہنامہ علم و عمل لاہور

اگست 2005ء

جلد نمبر 2 — شمارہ نمبر 10

رجب ۱۴۲۶ھ

حدیث

حضور ﷺ نے فرمایا

مرد حضرات جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ (میرا دل چاہتا ہے کہ) میں ان کے گھروں کو آگ لگادوں

ابن ماجہ

زیر سرپرستی

مصلح الامت حضرت مولٰنا

صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

اداریہ — 14 اگست کیلئے تیاری کس طرح کرنی چاہئے — از مدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اما بعد

اس مرتبہ چودہ اگست اتوار کو ہے۔ ہمارا معاشرہ (جو بہت قابل اصلاح ہے) 14 اگست کی تیاری بڑے زور وشور سے کرتا ہے۔ آزادی کی رٹ لگائی جاتی ہے۔ آوازیں کسی جاتی ہیں، جھنڈیوں کا جھرمٹ ہر طرف آویزاں نظر آتا ہے، فضول خرچی کی بھرمار، سلنسر کی خوفناک آوازیں نیندیں حرام، حرام کاری کا ارتکاب، مرد وعورت میں تمیز گئی، حیا کا جنازہ گیا۔ حاصل کیا ہوا: شوق پورا ہوا، نفس پرستی ہوئی، شیطان نہ صرف خوش ہوا بلکہ اس سے رشتہ بھی قائم ہوا کیونکہ فضول خرچی کرنے والوں کو قرآن کریم نے شیطان کا بھائی بتلایا ہے (سورۂ بنی اسرائیل ۲۷)۔

ٹھنڈے دماغ سے غیر جانبدار اور نارمل ہو کر سوچئے کہ اس خواہش پرستی میں ہم مالک حقیقی کو ناراض کرکے آخر کریں گے کیا؟ خدانخواستہ دوران گناہ موت نے آ پکڑا تو مرنے کے بعد آزادی میسر ہوگی یا قبر کا گڑھا۔ اس لئے ہمیں 14 اگست کی مروجہ تیاری کی جگہ موت کی فکر اور تیاری کرنی چاہئے۔ موت ہر انسان پر ضرور آنی ہے اور وقت کا کسی کو پتہ نہیں اس لئے اس کی تیاری بہت ضروری ہے آگے (مرنے کے بعد) دنیاوی سکہ ہرگز نہیں چلے گا وہاں تو صرف نیکیاں اور حق تعالیٰ کی غلامی کام آئے گی جس کا ثبوت ہمیں دنیا میں ہی دینا ہوگا اور اس کی تیاری ادھر ہی مکمل کرنی ہوگی۔

ہم آزادی کا تصور ضرور کرتے ہیں اس کے ساتھ ذرا یہ بھی غور کرلیں تو بہتر ہوگا کہ ہم کس سے اور کیوں آزاد ہوئے؟ غلام کسی کے ہیں یا نہیں؟ بات یہ ہے کہ ہمیں ملکی آزادی ملی نیک اعمال کرنے کیلئے اور ایمان بچانے کیلئے۔ یہ آزادی ایمان بگاڑنے کیلئے نہیں ملی۔ حقیقت میں ہم اللہ تعالیٰ جل شانہ کے غلام ہیں صرف انہی کی غلامی اختیار کرنی چاہئے۔ الٹا ہم غیروں کی غلامی بھی اختیار کرچکے ہیں اور ساتھ آزادی کا نعرہ بھی لگاتے ہیں معاف کیجئے دوہری پالیسی سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لئے آج ہی صحیح غلامی کی طرف رخ موڑ کر اپنے مولیٰ حقیقی کو راضی کرنا چاہئے جو ہماری آخری آرام گاہ کو باسہولت اور دائمی آرام گاہ بنانے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اس لئے کسی موڑ پر یا تہوار پر اور خوشی یا غمی کے موقع پر کبھی بھی شرعی حدود سے تجاوز نہ کرنا چاہئے۔ یہ ہمارے، معاشرہ اور ہماری نسلوں کیلئے بہت مفید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دیں اور ہر ناجائز خواہش پر عمل پیرا ہونے سے بچائیں اور ہمارے ایمان کی ہر طرح سے حفاظت فرمائیں۔ آمین ثم آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

قیامت کا بیان

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كَيْفَ تَكْفُرُونَ	بِاللَّهِ	وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا	فَأَحْيَاكُمْ	ثُمَّ يُمِيتُكُمْ	ثُمَّ يُحْيِيكُمْ
کیسے تم انکار کرتے ہو	اللہ تعالیٰ کا	اور تھے تم بے جان	پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندہ کیا	پھر تمہیں مارے گا	پھر تمہیں زندہ کرے گا

ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾	هُوَ الَّذِي	خَلَقَ لَكُمْ	مَا فِي الْأَرْضِ	جَمِيعًا	ثُمَّ اسْتَوَىٰ
پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے	وہ وہی ذات ہے	اس نے پیدا کیا تمہارے واسطے	اس چیز کو جو زمین میں ہے	سارا کچھ	پھر اس نے ارادہ کیا

إِلَى السَّمَاءِ	فَسَوَّاهُنَّ	سَبْعَ سَمَاوَاتٍ	وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٩﴾
آسمان کی طرف	سو درست کر دیا ان کو	سات آسمان	اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے

ربط پہلے توحید پھر رسالت پھر قرآن پاک پر اعتراض کا جواب (مذکور تھا) اب تیسری چیز آئے گی (قیامت)

تشریح و تفسیر کس طرح تم اللہ تعالیٰ کا، اس کی قدرت کا اور اس کے احکام کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے تم میں جان ہی نہ تھی۔ نطفہ ماں کے رحم میں ۴۰ دن رہتا ہے پھر ایک لوتھڑا سا بن جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس لوتھڑے کو انسانی شکل بناتے ہیں۔ انسانی شکل بننے کے ۴ ماہ بعد اس میں جان پڑتی ہے، روح پھونکی جاتی ہے، ماں کے پیٹ کے اندر وہ نقل و حرکت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی خوراک کے لیے اس کی ناف کو ناڑو لگا دیا، عورت کے بدن کے ساتھ اس کو جوڑا ہے، اس کے ذریعے اس کو خوراک ملتی ہے۔ حیض کا خون اس کی خوراک ہے۔ اگر گرمی کا موسم ہو، چھوٹا سا مکان ہو اس کے دروازے، روشندان اور کھڑکیاں بھی بند کر دیں تو انسان کو سانس لینا دشوار ہوتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں وہ بچہ ماں کے پیٹ میں تقریباً ۹ ماہ پلتا ہے، وہ سانس بھی لیتا ہے اور مرتا بھی نہیں، کوئی تازہ ہوا باہر سے نہیں آتی (اس طرح کل ۹ ماہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے)۔ یہ رب تعالیٰ کی قدرت ہے کہیں سے جھونہ کوئی کھڑکی نہ کوئی دروازہ ہے اور ماں کے پیٹ میں پل رہا ہے۔ وہ ماں کے پیٹ میں موٹا بھی ہوتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ پیدائش کے بعد آواز دے سکے یا ہل جل سکے یہاں کوئی اس طرح بند کمرے میں ۵ منٹ بھی نہیں رہ سکتا۔

(تم بے جان تھے اور تم میں جان نہ تھی) اللہ تعالیٰ نے تم میں جان ڈالی ماں کے پیٹ کے اندر پھر تم کو مارتا ہے، پھر تمہیں قبر کے اندر زندہ کرتا ہے۔ یہاں (دنیا میں) روح نکل جاتی ہے پھر جس وقت قبر میں دفن کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے جسم میں اس کی روح ڈال دی جاتی ہے۔ روح ڈالنے کے بعد فرشتے آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں:

مَنْ رَبُّكَ؟ مَنْ نَبِيُّكَ؟ مَا دِينُكَ؟

وہ سمجھتا ہے، سوال بھی سمجھتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے اس کے بعد جو سزا ہوتی ہے اس کو بھی سمجھتا ہے، جو اس کو آرام اور راحت ملتی ہے اس کو بھی سمجھتا ہے اور سب کچھ سمجھتا اور محسوس کرتا ہے۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ تم اللہ

عبادت علم کا ثمرہ اور دنیاوی عمر کا فائدہ ہے۔ (شیخ حسن بکی)

تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور قیامت کا دن قائم ہوجائے گا سب رب کے سامنے پیش ہوں گے وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا رتی رتی کا حساب رب تعالیٰ کے پاس ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں وہ ذات ہوں جو کچھ زمین میں ہے (میں نے) تمہارے فائدے کیلئے پیدا کیا ہے۔ بعض ملحدین کہتے ہیں کہ یہ بتاؤ سانپ میں کیا فائدہ ہے؟

جواب بھائی! سانپ کے فوائد تو بے شمار ہیں۔ ایک فائدہ مثال کے طور پر تم یہ سمجھو آج اگر ایک چھوٹا سانپ نظر آجائے تو مجمع بدحواس ہوکر بکھر جاتا ہے۔ اگر سانپ نہ دیکھا ہو اور تمہیں یہ بتایا جائے کہ قبر میں بُروں کے پیچھے ننانوے اژدھے لگے ہونگے اتنے زہریلے ہیں کہ اگر ایک دفعہ سانس لیں تو زمین میں کوئی چیز ہری نہیں رہ سکتی۔ سانپ تم نے دیکھا نہ ہو اور تمہیں کہا جائے کہ قبر میں سانپ ڈنگ ماریں گے تو بھائی جب سانپ ہی نہیں دیکھا تو عبرت کیا ہوگی۔ یہ تمہارے سمجھانے کیلئے کہا ویسے تو اور بھی بہت فائدے ہیں۔ لیکن یہ فائدہ بھی ہے کہ یہ تمہیں لڑے گا قبر میں جہاں سے تم بھاگ نہیں سکو گے قبر میں بھاگو گے کہاں۔ فرمایا سب چیزیں رب تعالیٰ نے تمہارے فائدے کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔ "فائدہ کا معنیٰ" صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی پیٹ میں ڈال لے عبرت کا حاصل کرنا بھی فائدہ میں شامل ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان کا ارادہ فرمایا۔ آسمان کی مثال ایسی تھی اور زمین کی بھی اسی طرح جیسے پیڑا ہوتا ہے، اس پیڑے کی روٹی بنائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان اپنی قدرت سے بنائے ہیں ، زمین تمہارے فائدے کے لئے ، آسمان تمہارے فائدے کے لئے ، اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے ، کوئی چیز اس کے علم اور قدرت سے خارج نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں رب تعالیٰ کی بات ماننی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ اور والدین کا شکریہ

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ جو تبع تابعین اور مکہ مکرمہ کے بڑے علماء اور قرونِ اولیٰ کے بڑے مفسرین میں سے ہیں وہ اللہ جل شانہ کے درج ذیل فرمان مبارک:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (لقمان: ۱۴)

"کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گذاری کیا کر" کی دو تفسیریں فرماتے ہیں کہ جس شخص نے پانچوں فرض نمازوں کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھی:

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا
كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا

"اے میرے پروردگار! میری مغفرت فرما دیجئے
اور میرے والدین کی اور ان پر رحمت فرمایئے
جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا"

تو اس نے فرمانِ الٰہی پر عمل کرلیا۔ جس کا مندرجہ بالا آیت میں والدین کے شکر ادا کرنے کے سلسلے میں حکم دیا گیا تھا۔ لہٰذا اس موقع سے فائدہ اٹھایئے اور آیت مبارکہ کے اس حکم پر عمل کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کا صحیح معنوں میں
ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔
(آمین ثم آمین)

﴿نصیحتیں اور وصیتیں ص ۳۶﴾

ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم. اما بعد

ایک گمراہ فرقہ گذرا ہے جس کو مُرجئہ کہتے تھے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ صرف اسلام کے عقیدوں کو دل سے سچا سمجھ لینا پوری پوری نجات کیلئے اور عذاب سے بچنے کیلئے بالکل کافی ہے اگرچہ ایک بھی نیکی نہ کرے اور دن رات گناہ ہی گناہ کرتا رہے اور کبھی بھی توبہ نہ کرے وہ کہتے تھے کہ جیسے کافر جنت میں نہ جائے گا ایسے ہی مسلمان دوزخ میں نہ جائے گا وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر ایمان والا دوزخ میں جائے تو اس کے معنیٰ تو یہ ہوئے کہ ایمان باللہ عذاب اللہ میں چلا جائے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہم ان کو جواب دیتے ہیں کہ کافر اور مسلمان ایک جیسے نہیں ہیں کیونکہ کافر جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک بھی نیکی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیکی کیلئے ایمان شرط ہے اور یہ اصول کہ اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ کہ جب شرط نہ ہو تو پھر وہ چیز جس کی یہ شرط ہے وہ بھی پائی نہیں جاتی اس لئے جب ایمان نہ ہوا تو نیکی جس کی شرط ایمان ہے وہ بھی نہ ہوئی۔ اس لئے کافر صرف گناہ ہی گناہ لے کر دنیا سے جاتا ہے اور مسلمان جب دنیا سے جاتا ہے تو اس کے پاس نیکیاں بھی ہیں کم از کم ایمان تو ہے جو بہت بڑی نیکی ہے اور گناہ بھی ہیں اس لئے اسکو آخرت میں دونوں کا بدلہ ملے گا۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہوسکتی تھی کہ پہلے نیکی کا بدلہ جنت میں ملتا پھر گناہوں کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے دوزخ میں ڈال دیا جاتا لیکن یہ مولائے رحیم وکریم کی رحمت وشفقت اور فضل وکرم کے مناسب نہیں اس لئے وہ پہلے گناہوں کی سزا دوزخ میں دینگے پھر نیکیوں کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے جنت میں داخل فرمادینگے۔ باقی رہی یہ بات کہ ایمان باللہ کے ساتھ مسلمان عذاب اللہ میں کیسے جاسکتا ہے؟ تو اس کا جواب حضرت انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض روایات کے بناء پر یہ دیا ہے کہ جب گناہگار مسلمان دوزخ میں جانے لگے گا تو اس کا ایمان دوزخ کے دروازہ پر بطور امانت رکھ لیا جائے گا۔ پھر جب دوزخ سے نکلے گا تو دوبارہ اس کو وہ ایمان دے دیا جائے گا۔ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ حق تعالیٰ تو فرماتے ہیں فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ (الزلزال:۷) کہ جو چھوٹی چیونٹی کے برابر بھی نیکی کرے گا وہ اس کا بدلہ پالے گا تو پھر کافر جو اچھے کام کرتے ہیں مثلاً ہسپتال بناتے ہیں، کنواں بناتے ہیں ان کو بدلہ ملنا چاہئے۔ تو اس کا جواب یہ کہ کافروں کا مقصد صرف دنیا میں نام روشن کرنا ہوتا ہے تو ان کو یہ مقصد مل جاتا ہے۔ دیکھئے گنگارام ہسپتال، میو ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال میں ان کافروں کا نام اب تک زندہ ہے اگرچہ وہ مرچکے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرمادیں۔ آمین

واخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سیدالمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

محمد سرور عفی عنہ

صبر — مقام — تعریف — اقسام

ابو ناجیہ لاہور

مقام صبر صبر ایک عظیم الشان خُلق ہے اور بہت سی بُرائیوں کے لئے سپڑھال کا کام دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں ۷۰ سے زائد مقامات پر اس کی فضیلت کا اعلان کیا گیا ہے۔

تعریف صبر صبر ایک ایسی صفت کا نام ہے جس کے ذریعے انسان بُرائیوں سے باز رہ سکے اور نفس ان (بُرائیوں) کی طرف جانے سے رک جائے۔

اقسام صبر اگر پیٹ یا شرمگاہ کی خواہشات کے مقابلہ میں صبر ہو تو اس کا نام "عِفّت" ہے، اور اگر مصائب پر صبر ہو تو اس کو صبر ہی کہتے ہیں اور اس کی ضد کا نام "جزع وفزع ہے"، اور اگر ثروت (مالداری) و دولت کی بُہتات (زیادتی) کی حالت میں صبر ہے تو اس کا نام "ضبطِ نفس" ہے اور اس کی ضد "بَطَرْ (چھچھورپن)" ہے، اور اگر میدان جنگ اور اس قسم کے خطرناک حالات پر صبر ہے تو وہ "شجاعت" کہلاتا ہے اور اس کی ضد کا نام "جُبن (بزدلی)" ہے اور اگر غیظ و غضب (غصہ) کے حالات پر صبر ہے تو اس کو "حِلم (بردباری وتحمل مزاجی)" کہتے ہیں اور اس کی ضد کا نام "تَذَمُّرْ (بے قابو ہونا)" ہے، اور اگر حوادثاتِ زمانہ پر صبر ہے تو اس کا نام "وُسْعَۃِ صَدْرْ (کشادہ دلی اور حوصلہ مندی)" ہے جبکہ اس کی مخالف صفت کو "ضَجَرْ (تنگ دلی اور بے صبری)" کہتے ہیں، اور اگر دوسروں کے پوشیدہ رازوں پر صبر ہے تو اس کا نام "کِتْمَانِ سِر (پردہ پوشی)" ہے، اور اگر بقدر کفایت معیشت پر صبر ہے تو اس کو "قناعت" کہتے ہیں، اور اگر ہر قسم کی عیش پسندی کے مقابلہ میں صبر ہے تو اس کا نام "زہد" ہے۔ (ماخوذ از قصص القرآن ۱/۱۷۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں بشمول صبر تمام اخلاق حسنہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور محض اپنے فضل سے بُرے اخلاق سے محفوظ فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

اللہ تعالیٰ کے محبوب، مالدار اور عادل بندے

ابو عمرو شیبانی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ جل مجدہ سے پوچھا: اے اللہ! آپ کو اپنے بندوں میں سے کونسا بندہ محبوب ہے؟

فرمایا: جو میرا ذکر زیادہ کرتا ہے۔

پوچھا: اے اللہ! آپ کے بندوں میں سب سے مالدار بندہ کون سا ہے؟

فرمایا: جو قناعت کرے اس پر جو اُسے دیا جائے پوچھا: اے اللہ! آپ کے بندوں میں زیادہ عادل اور انصاف پسند بندہ کون سا ہے؟

فرمایا جس کا نفس ذلیل ہو۔ (یعنی اس کا نفس مغلوب ہو) اور وہ نفس کے تقاضوں پر نہ چلے۔

(القناعة للدينوري ١/١ ٥)

خوشگوار زندگی گذارنے کا نسخۂ اکسیر

مولانا عبداللہ شیرازی صاحب

وہ اخلاق جن کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب اور لوگوں کی نظر میں بلند ہو جاتا ہے اور جن کی وجہ سے دنیا میں انسان کو دل کا قرار اور سکون ملتا ہے ان میں سے ایک قناعت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کو جو کچھ ملے اس پر وہ راضی اور مطمئن ہو جائے اور زیادہ کی حرص و لالچ نہ کرے جس بندے کو قناعت کی یہ دولت نصیب ہو جائے بلاشبہ اس بندے کو بہت بڑی دولت سے نوازا گیا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کامیاب اور بامراد ہوا وہ بندہ جس کو حقیقتِ اسلام نصیب ہو گئی اور اس کو روزی بھی بقدر کفایت ملی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس قدر قلیل روزی پر قانع (صبر کرنے والا) بھی بنا دیا (مسلم)

حقیقت یہ ہے کہ اس بندہ سے بڑا کوئی خوش نصیب نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عظیم دولت سے نوازا ہو اور ساتھ ہی اس خوش نصیب ایماندار شخص کو دنیا میں گذارے کا سامان بھی بقدر ضرورت دیا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو قناعت کی دولت بھی نصیب فرما دیں تو اس کی زندگی بڑی مبارک و خوشگوار ہے اور یہ وہ کیمیاء ہے جس سے فقیر کی زندگی بادشاہ کی زندگی سے زیادہ لذیذ اور خوشگوار بن جاتی ہے۔

مالداری محتاجی، خوشحالی اور بدحالی کا تعلق روپیہ پیسہ سے زیادہ آدمی کے دل سے ہے اگر دل غنی اور بے نیاز ہے تو انسان خوشحال ہے اگر دل حرص اور طمع کا محتاج ہے تو دولت کے ڈھیروں کے باوجود وہ خوش حالی سے محروم ہے اور پریشانیوں میں گرفتار ہے۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ کا قول ہے: توانگری بدل است نہ بمال ''مالداری دل سے ہے نہ کہ مال سے''۔

انسان کے پاس اگر دولت کی ریل پیل ہو، بینک بیلنس ہو، نوکر چاکر ہوں، رنگ برنگ سواریاں ہوں لیکن اس میں اور زیادہ کیلئے حرص و طمع ہو اور وہ اس میں اضافے کی فکر اور کوشش میں لگا رہے اور وہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی صدائیں لگائے تو اس انسان کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا اور کسی چیز سے نہیں بھرے گا۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب گلستان میں ایک ایسے ہی تاجر کا قصہ لکھا ہے کہ میں نے ایک تاجر کو دیکھا کہ ایک سو پچاس اونٹ سامان سے لدے رکھتا تھا، چالیس غلام اور خدمتگار اس کے پاس موجود تھے ایک رات وہ جزیرہ کیش میں مجھے اپنے چھوٹے سے کمرے میں لے گیا۔ رات بھر نہ خود سویا نہ مجھے سونے دیا بہکی بہکی باتیں کرتا رہا کہ میرا فلاں ڈھیر ترکستان میں فلاں پونجی ہندوستان میں ہے اور یہ فلاں چیز کی دستاویز ہے اور فلاں چیز کا فلاں آدمی ضامن ہے اور کبھی کہتا اسکندریہ کا ارادہ رکھتا ہوں وہاں کی آب و ہوا اچھی ہے پھر کہتا کہ نہیں دریائے مغرب میں طغیانی ہے پھر کہا اے سعدی! ایک دوسرا سفر درپیش ہے آپ دعا کریں کہ وہ خیر و عافیت کے ساتھ ہو جائے۔ میں نے کہا وہ کونسا سفر ہے؟ اس تاجر نے کہا ایرانی گندھک چین لے جاؤں گا میں نے سنا ہے وہ وہاں بڑی قیمت رکھتی ہے، وہاں سے چینی پیالے روم لے جاؤں گا روم کا ریشم ہندوستان لے جاؤں گا اور ہند کا لوہا حلب میں، حلبی آئینے یمن میں یمنی چادریں پارس میں اس کے بعد سفر چھوڑ دوں گا اور قناعت کیساتھ ایک دوکان میں بیٹھ جاؤں گا پھر اس نے مجھے کہ اے سعدی! تم بھی کچھ کہو جو تم نے سنا ہو یا دیکھا ہو

بقیہ صفحہ ۱۵ پر

ختم اور غشاوۃ کی دو تفسیریں

شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

سورۂ بقرہ آیت چھ،سات میں ذکر ہے کہ ''وہ جو منکر ہوئے برابر ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ نہ مانیں گے۔مہر کردی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر اوران کے کان پراوران کی آنکھوں پر پردہ ہےاور ان (کافروں) کے لئے بڑی مار ہے۔''

خَتَمَ (مہر)اور غِشَاوَۃٌ(پردہ) سے مراد۔۔۔

(۱) یہ نہیں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے حقیقۃً ان کے دلوں اور کانوں پر کوئی مہر لگادی ہےاور آنکھوں پر کوئی پردہ ڈال دیا ہے۔بلکہ مراد یہ ہے کہ متکبرین اور حق وہدایت کے دشمن اپنی طبعی کجی کی وجہ سے اس درجہ اور حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ بُرے اخلاق ان کے دلوں میں اس درجہ راسخ اور پختہ ہو چکے ہیں کہ ہر بُرائی اور بے حیائی ان کو اچھی دکھائی دیتی ہےاور حق تعالیٰ کی ہر نافرمانی ان کو لذیذ معلوم ہوتی ہے۔ان کی حالت نجاست کے کیڑے کی طرح ہے کہ جس کو گندگی سے طبعی رغبت ہوتی ہے اور خوشبو سے اس کو طبعی نفرت ہوتی ہے۔اور بسا اوقات یہ نجاست کا کیڑا عطر کی تیز خوشبو کو برداشت بھی نہیں کر سکتا اور مرجاتا ہے یہی حالت ان کافروں کی ہے کہ کفر کی نجاست پر فریفتہ ہیں اور حق وہدایت کے عطر سے ان کو نفرت ہے۔

حق تعالیٰ نے کافروں کی اس حالت کو بطور استعارہ ختم اور غشاوۃ کے ساتھ تعبیر فرمایا ہےاور مطلب یہ ہے کہ جس طرح مہر اور پردہ بیرونی اشیاء کے اثر کرنے سے مانع (رکاوٹ) ہوتے ہیں اسی طرح ان کی یہ حالت (نجاست پسندی) ایمان اور ہدایت کو ان کے دلوں تک نہیں پہنچنے دیتی اور اندرونی کفر کے اندر سے باہر نہیں آنے دیتی اور نہ ان کے کان کسی حق بات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نہ ان کی آنکھیں کسی امرِ حق کو دیکھنا چاہتی ہیں،ایسے لوگوں کو ڈرانا اور نہ ڈرانا سب برابر ہے۔

(۲) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ کافروں کے دلوں پر حقیقۃً ایک مہر اور حقیقۃً ان کی آنکھوں پر ایک پردہ ہے جس کی کیفیت مجہول ہےاور وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے البتہ اللہ کے فرشتے اس مہر اور پردہ کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اسی مہر اور پردہ کو دیکھ کر یہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ کافر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور ان پر لعنت کرتے ہیں جس طرح مؤمنین کے دل پر نقشِ ایمان لکھا ہوا دیکھ کر ان کے لئے دعا واستغفار کرتے ہیں۔جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا:

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ (المجادلہ:۲۲)

''یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے''

پس جس طرح مؤمنین کے دلوں پر ایمان کی کتابت حقیقت ہے اسی طرح کافروں کے دلوں پر مہر اور آنکھوں پر پردہ بھی حقیقت ہے اگرچہ کتابتِ ایمان کی طرح اس کی کیفیت مجہول ہے۔(تفسیر ابن کثیر۱:۱۹۰)

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ایمان سے منور فرمائے اور کفر کی ضلالت اور ظلمت سے پاک فرمائے۔آمین

﴿تسہیل وترتیب:محمد طیب عفی عنہ﴾

تمام شرعی کام اصولوں کے مطابق کیجئے

تسوید: مولانا محمد نوید خان صاحب
مدرس | جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

علماء کا چندہ مانگنا

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کیلئے مشورہ ذکر فرمایا کہ علماء کو چندہ نہیں کرنا چاہیے، خاص طور سے امراء کے دروازے پر جا کر چندہ مانگنا یہ تو علم کی بہت بڑی توہین ہے۔ اس لئے علماء اگر اعلان کرنا چاہیں تو صرف اتنا اعلان کافی ہے کہ فلاں مدرسہ میں چندہ کی ضرورت ہے۔ پھر یہ لوگوں کا کام ہے کہ مدرسہ میں چندہ پہنچائیں۔ باقی امراء کے دروازوں پر جا کر ان کو کہنا کہ ہمیں چندہ دو!..... یہ غلط طریقہ ہے۔ بغیر دین کی تذلیل کئے جتنا چندہ صحیح طریقے سے آ جائے، بس اتنا کام کرے، زیادہ نہ کرے۔ حق تعالیٰ کو جتنا کام لینا منظور ہوگا، اس کے مطابق اللہ تعالیٰ خود انتظام فرما دیں گے، چندہ بھیج دیں گے شرط یہ ہے کہ انسان محنت سے، اللہ تعالیٰ کی رضا، اخلاص کے ساتھ جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکے کام کرے۔ چندہ کی وجہ سے دین کو ذلیل کرنا مناسب نہیں ہے۔ ثواب تو لوگوں کو چندے کا ملے اور ذلت علماء اختیار کریں یہ غلط ہے۔ جس نے ثواب لینا ہے وہ خود ہی کوشش کرے، ہمت کرے اور جہاں جہاں چندہ کی ضرورت ہے وہاں پہنچائے۔

اپنی ذات کے لئے مانگنا

پھر اپنی ذات کے لئے دوسروں سے مانگنا یہ تو بہت برا ہے۔ ہمارے اکابر کا ارشاد ہے کہ فاقہ سے اگر مر بھی جائے تو کوئی حرج نہیں، فاقہ سے مر جانا بہتر ہے اس سے کہ اپنے لئے پیسے مانگے کہ میرے پاس کچھ نہیں، میری امداد کرو۔ اگرچہ یہ فتویٰ تو موجود ہے کہ جس شخص کے گھر میں ایک دن رات کے کھانے کا انتظام نہ ہو وہ اپنے لئے مانگ سکتا ہے اس کیلئے مانگنا جائز ہے۔ اس فتویٰ میں صرف جائز کہا گیا ہے یہ نہیں کہا گیا کہ مانگنا واجب ہے، جائز ہونے اور واجب ہونے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اس لئے جب واجب نہیں ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اپنی ذات کے لئے نہ مانگے۔ اگر فاقے کی وجہ سے موت بھی آ جائے تو یہ گناہ کی موت نہیں۔ جہاں تک اپنے پاس زائد سامان ہے اس کو بیچ کر گزارہ کرے، بالکل کچھ بھی کھانے کو نہ ہو تو مانگنے سے بہتر فاقے سے مر جانا ہے۔ شریعت کے اصولوں کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اس لئے علماء کو امراء کے دروازے پر جا کر چندہ مانگنا بالکل ہی نامناسب ہے کیونکہ مقصد تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، مقصد ان کا قرب حاصل کرنا ہے، مقصد تو دین کا کام اور دین کی بلندی ہے اس لئے جب ہم نے کام ایسا کر لیا کہ جو ان کی رضا کے خلاف ہے تو ہمارا مقصد حاصل نہ ہوا۔ اس لئے اپنی طرف سے دینی کام کرنے میں جتنی محنت ہو سکے اس کو نہ چھوڑے، اگر دو کتابیں پڑھا سکتا ہے پڑھائے، اگر چار کتابیں پڑھا سکتا ہے پڑھائے، دس کتابیں پڑھا سکتا ہے پڑھائے۔ جب اپنی پوری کوشش کرے گا اور شریعت کے اصولوں کے مطابق کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ انتظامات فرما دیا کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دین قیامت تک باقی رکھنا منظور ہے اور دین کو باقی رکھنے کیلئے علماء اور مدارس کی ضرورت ہے۔ جب علماء اور مدارس ہی نہیں ہوں گے تو دین کی باتیں کون بتائے گا؟ دین کی باتوں پر عمل کیسے ہوگا؟ اس لئے صحیح معنی میں دین کی خدمت تو ہونی چاہیے لیکن کوئی غلط طریقہ اختیار نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی واحسان ہے کہ اس وقت پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش میں بڑے بڑے مدارس موجود ہیں جن کا لاکھوں روپے

کا ماہانہ خرچ ہے اللہ تعالیٰ انتظام فرما رہے ہیں اور خرچ پورا کردیتے ہیں، لوگوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں وہ چندہ خود آکر پہنچادیتے ہیں۔

دینی کام پر تنخواہ لینا

اس طرح جو شخص قرآن پاک پڑھاتا ہے دینی کتابیں پڑھاتا ہے یا اور کوئی دین کی خدمت اذان، امامت وغیرہ کرتا ہے تو اس کیلئے بھی تنخواہ لینی جائز ہے بشرطیکہ کام ایسا ہو جو دین کا موقوف علیہ ہو یعنی اس کام کے بغیر دین باقی نہ رہ سکتا ہو یا شعائر اسلام میں سے ہو۔ ان دو قسم کے موقعوں میں تنخواہ لینی جائز ہے۔ قرآن پاک اور دینی کتابوں کی تعلیم پر دین موقوف علیہ ہے اس کے بغیر دین باقی نہیں رہ سکتا۔ لھٰذا ان کی تعلیم پر تنخواہ لینی جائز ہے۔ اذان، جماعت، جمعہ اور عیدین یہ شعائر اسلام میں سے ہیں اس لئے مؤذن کو امام کو جمعہ اور عیدین پڑھانے والے کو بھی تنخواہ لینی جائز ہے۔ البتہ کوئی کام ایسا ہو کہ ان دونوں میں داخل نہ ہو تو اس کام کا معاوضہ لینا بالکل ناجائز ہے۔ اس کی مثال تراویح میں قرآن پاک سنا کر اس کا معاوضہ لینا ہے، یہ بالکل ناجائز ہے۔ اس کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح ایصال ثواب (کسی کو ثواب پہنچانا) کرکے اس کو معاوضہ لے لینا بھی ناجائز ہے۔

پھر جن دو موقعوں میں تنخواہ لینی جائز بھی ہے ان میں بھی مقصود دین کی خدمت ہو اور تنخواہ کا لینا صرف مجبوری اور ضرورت کے درجے میں ہو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ "کوثر العلوم" میں اس بات کی علامت لکھی ہے کہ یہ کیسے پتہ چلے کہ ضرورت کی وجہ سے تنخواہ لے رہا ہے یا مقصود دین کی خدمت ہے اور تنخواہ ضرورت کی وجہ سے لے رہا ہے؟ فرمایا کہ اگر ایک جگہ پر اس کا گزارہ ہورہا ہے، دال روٹی چل رہی ہے، کوئی مخالفت یا پریشانی بھی نہیں پھر اچانک دوسری جگہ سے اس کو پیشکش ہوتی ہے کہ آپ ہمارے یہاں آکر پڑھائیں، ہم آپ کو زیادہ تنخواہ دیں گے تو اگر یہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے تو یہ سمجھیں گے کہ اس کا مقصد محض تنخواہ ہے، دین کی خدمت نہیں۔ اگر چھوڑ کر نہیں جاتا تو معلوم ہوگا کہ اس کا مقصود دین کی خدمت ہے تنخواہ ضرورۃً لے رہا ہے۔

دینی خدمت سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہو

بہرحال دین کا کام بڑی سعادت ہے لیکن شریعت کے اصولوں کا خیال رکھتے ہوئے کرنا چاہیے۔ اگر اصولوں سے باہر رہ کر کام کرے گا تو اگرچہ کتنی ہی بڑی خدمت وہ کررہا ہو اس کو ثواب نہیں ملے گا۔ ہمارا مقصد تو آخرت کا ثواب ہے، کوئی دنیا میں نام روشن کرنا نہیں ہے۔ میرا بیٹا عبدالرحمٰن یہاں جامعہ اشرفیہ میں پڑھاتا ہے۔ اس کے ایک شاگرد نے مجھے خط میں لکھا کہ آپ کا بیٹا بہت اچھا پڑھاتا ہے آپ کا نام روشن کرے گا۔ میں نے کہا کہ مجھے نام روشن کرانے کی فکر نہیں ہے، بس دین کی خدمت میں لگا رہے، نام روشن ہو یا نہ ہو۔

شادی بیاہ اور دیگر موقعوں میں جو رسمیں ہوتی ہیں ان کا مقصد بھی نام روشن کرنا ہوتا ہے کہ لوگ کہیں کہ فلاں نے "بڑا دل کھولا"۔ بس مقصود یہی ایک لفظ سننا ہوتا ہے اور اس لفظ کو سننے کیلئے ایک ایک دن میں ہزاروں اور لاکھوں روپے خرچ کردیتے ہیں دراصل ہم نے یہ طریقہ ہندوؤں سے سیکھا ہے کہ وہ دنیا کے نام کے لئے شادی بیاہ میں خوب خرچ کرتے تھے اور خرچ کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا کہ ایک ہندو بنئے نے براتیوں کو کھانا کھلانے کے ساتھ ساتھ ہر ایک کو ایک ایک

اشرفی (سونے کا سکہ) بھی دی۔اب وہ لالاجی بڑے خوش کہ اب تو میرا نام روشن ہوجائے گا۔ چنانچہ جب برات واپس جارہی تھی تو راستے میں اپنی تعریف سننے کی غرض سے کسی جھاڑی کے پیچھے چھپ گئے ۔ایک رتھ (چار پہیوں والی بیل گاڑی) گزری لیکن کوئی کچھ نہ بولا،دوسری گزری کوئی کچھ نہ بولا ،تیسری میں سے کچھ آواز آئی تو لالاجی کی جان میں جان آئی،اس رتھ میں ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ آج تو لالاجی نے بڑا دل کھولا،ہر ایک کو ایک ایک اشرفی بھی دی،دوسرے شخص نے جواب میں پہلے لالاجی کو بڑی گالی نکالی پھر کہا کہ کوٹھری اشرفیوں سے بھری ہوئی ہے کیا ہوتا اگر ایک کی بجائے دو دو دے دیتا!.....تو لالاجی کو یہ انعام ملا۔ایسے ہی ہوتا ہے۔

ایصالِ ثواب کے غلط طریقے

ایسے ہی ایصالِ ثواب کے لئے دعوتیں کرتے ہیں،تیجہ کرتے ہیں،چالیسواں کرتے ہیں حالانکہ یہ بدعت ہیں۔خیرات تو اس طریقے سے دینی چاہیے کہ ایک ہاتھ سے دیں اور دوسرے ہاتھ کو پتہ بھی نہ چلے،بس غریب کو پہنچادیں۔مجمع کرنے کی،لوگوں کو دور دور سے بلانے کی،شہرت کرنی کی کیا ضرورت ہے؟ پھر دن مقرر کرکے خیرات اور ایصالِ ثواب کرنا تو جائز ہی نہیں جیسے تیجہ،ساتواں،نواں،چالیسواں وغیرہ کرنا۔ اب تو برسیاں بھی شروع ہوگئی ہیں ۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر برسیاں ہی کی جائیں،یہ بھی کوئی شریعت کا حکم ہوتا تو آپ غور کریں کہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد ہے،جن سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی کا اونچا مقام نہیں اور سال میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں،ہمیں روزانہ ہی پندرہ بیس برسیاں کرنی پڑیں گی اور کوئی کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملے گا،یہ سب فضولیات ہیں۔جو جنازے میں شریک ہوجائے تو اس نے مکمل تعزیت کردی۔ہمت ہو تو دفن میں شریک ہوجانے سے دوہرا ثواب ملے گا۔اس کے بعد جمع ہونا کوئی ثابت نہیں ،نہ تیسرے دن نہ ساتویں دن نہ چالیسویں دن۔جس نے ایصالِ ثواب کرنا ہے وہ خود پڑھ کر بخش دے،خیرات کرنا ہو خود خیرات کرکے بخش دے۔ثواب دینے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں۔

ایصالِ ثواب کا درست طریقہ

ایصالِ ثواب کا یہ طریقہ ہی نہیں ہے کہ دوستوں کو جمع کرلیا اور دعوت کھلا دی،یہ ایصالِ ثواب کہاں سے ہوگیا۔ایصالِ ثواب کا تو یہ طریقہ ہے کہ غریبوں کو پہنچا دے اس طریقے سے کہ دائیں ہاتھ سے دے اور بائیں ہاتھ کو پتہ ہی نہ چلے۔اپنی بیوی،بچوں رشتہ داروں کو کہہ دے کہ جب تم تلاوت کرلیا کرو تو ان کو بھی ثواب پہنچا دیا کرو،آگے ان کی مرضی کہ اس کو ثواب پہنچائیں یا نہ پہنچائیں۔اگر آپ مجمع کرکے بلائیں گے تو کوئی شوق سے پڑھے گا کوئی دکھاوے کی وجہ سے پڑھے گا کہ چلو پڑھ لیتے ہیں،اگر نہ پڑھیں گے تو ناراض ہوجائے گا تو اس طرح پڑھنے سے خود اس کو ثواب نہ ملا تو دوسرے کو کیا پہنچائے گا۔شادی کے موقع میں پھر بھی سمجھ میں آتا ہے کہ خوشی ہے دوستوں کو بلالیا،مجمع کرلیا لیکن غمی کے موقع میں مجمع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ خوشی کے موقع میں بھی سادگی رکھے،ولیمہ بھی کرنا ہو سادہ طریقہ سے کرے ایک آدمی کی دعوت بھی کافی ہے۔

بہرحال سب رسموں کو بالکل چھوڑ دینا ضروری ہے۔صحیح طریقے سے شرعی اصولوں کے مطابق تمام کام کرے وہ چندہ کا کام ہو یا مدرسہ کا،خوشی کا موقع ہو یا غمی کا۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیں۔آمین

اہل باطل کی تحریرات کا مطالعہ

دورِ حاضر کی غلط صحبت

مولانا عبدالرحمٰن صاحب — جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

آج کل جس معاملے میں بہت زیادہ بے احتیاطی برتی جارہی ہے وہ کتب بینی اور مطالعہ ہے۔ جس قسم کی تحریر سامنے آتی ہے اس کا بڑی بے باکی سے مطالعہ شروع کردیا جاتا ہے۔ اس بات کی تحقیق نہیں کی جاتی کہ اس کا مصنف صحیح العقیدہ اور صحیح الفکر مسلمان ہے یا نہیں؟ مصنفِ کتاب حضراتِ سلف صالحین اور اہل اللہ کی روش اور طریقے پر گامزن بھی ہے یا نہیں یا اپنے قلم کے ذریعے مسلمانوں کی چودہ سو سالہ سوچ اور فکر کے خلاف کوئی نئی سوچ اور فکر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کتاب کے مطالعے میں کیا فائدہ ہے لیکن ہمیں یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جس تیز رفتاری سے بُری صحبت اور غلط سوسائٹی سے انسان کے اخلاق واطوار بگڑتے ہیں اہل باطل کی کتابوں سے بھی ویسا ہی اثر انسان کے عقائد واعمال پر پڑتا ہے اور اُس کا دل پر فطری اثر ہوتا ہے۔

لہٰذا ایسے حضرات کو چاہئے جو مطالعہ کتب کا شوق رکھتے ہوں اور نیک جذبے سے کتابیں دیکھنا چاہیں کہ کسی کتاب کے مطالعہ سے پہلے علماء محققین سے مشورہ ضرور کرلیں کہ آیا اس کتاب کا پڑھنا ہمارے لئے مفید ہے یا مضر (نقصان دہ)؟

حضرت اقدس حکیم الامت مولٰنا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ جن کے ارشادات نے لاکھوں مُردہ دلوں کو ایمانی حیات بخشی اور افراط وتفریط کے راستوں پر بھٹکے ہوئے لوگوں کو سنت کے معتدل اور نورانی طریقے پر لا کھڑا کیا اس جلیل القدر مجدد کا ارشاد ہے کہ آج کل لوگ کثرت سے یہ غلطی کرتے ہیں کہ جو کتاب دین کے نام سے دیکھی یا سُنی خواہ اس کا مضمون حق ہو یا باطل، اس کا مصنف ہندو ہو یا عیسائی یا دہریہ ہو یا مسلمان پھر مسلمان بھی گو بدعتی ہو غرض کچھ تفتیش نہیں کرتے اور اس کا مطالعہ شروع کردیتے ہیں۔

بغیر تحقیق کے ہر کتاب کا مطالعہ کرنے کے نقصانات

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱) بعض اوقات کم علمی کی وجہ سے یہی امتیاز نہیں ہوتا کہ ان میں کون سا مضمون صحیح ہے۔ (۲) کسی غلط بات کو صحیح سمجھ کر عقیدہ یا عمل میں خرابی کر بیٹھتے ہیں۔

(۳) بعض دفعہ یہ اگرچہ ہر بات کو قبول نہیں کرتا مگر مذبذب ہو کر شک میں پڑ کر دل میں رکھتا ہے اور پریشان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بغیر تحقیق کے کسی کتاب کے مطالعہ کرنے میں اور بھی بہت سے نقصانات ہیں۔ اس لئے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں خیر خواہی سے عرض کرتا ہوں کہ ہر نئی کتاب نہ دیکھا کریں۔ خواہ مخواہ کوئی شبہ دل میں بیٹھ جائے گا جس کا حل آپ سے نہ ہوسکے گا تو کیا نتیجہ ہوگا؟ لوگ اس کو معمولی بات سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں ہم پکے خیال کے آدمی ہیں ہمارے اوپر کیا اثر ہوسکتا ہے مگر اس قصے میں ان کو غور کرنا چاہئے۔ چنانچہ ایک طویل حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تورات اچھی معلوم ہوئی اور لا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنے لگے۔ بتائیے کہ اس میں کیا خرابی تھی حضرت عمر جیسے کامل الایمان جن کی شان میں وارد ہے

بقیہ صفحہ ۱۵ پر

ٹی وی کے نقصانات / گناہوں کا سرچشمہ

جناب محمد شعیب طاہر
مدرس، جامعہ ضیاء القرآن

یوں تو ہم صبح سے شام تک بہت سے گناہ کرتے ہیں شاید ہی کوئی گھڑی گناہوں سے خالی ہو۔ لیکن اس وقت صرف ایک گناہ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ ٹی وی دیکھنے کا گناہ ہے۔ کہنے کو تو یہ صرف ایک گناہ ہے مگر غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لاتعداد گناہوں کا سرچشمہ ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی۔ (۳) آلۂ گناہ کا استعمال۔

(۴) اس کی خریداری پر مال کا ضیاع۔

(۵) بچوں کی غلط تربیت کا گناہ۔ (۶) اعلانیہ گناہ۔

(۷) تصویر سازی (۸) تصویر بینی (۹) تصویر نمائی۔

(۱۰) مستحق لعنت۔ (۱۱) ملائکہ رحمت سے دوری۔

(۱۲) کفار کی مشابہت۔ (۱۳) پڑوسیوں کو تکلیف۔

(۱۴) اذان ودیگر امور شرعیہ کا احترام نہ کرنا۔

(۱۵) مردوں کا غیر محرم عورتوں کو دیکھنا۔

(۱۶) عورتوں کا غیر محرم مردوں کو دیکھنا۔

(۱۷) عورتوں کا غیر محرم مردوں کی آواز کا سننا۔

(۱۸) مردوں کا غیر محرم عورتوں کی آواز کا سننا۔

(۱۹) بلاضرورت شرعی غیر محرم مردوں و عورتوں کو دیکھنا و آواز سننا

(۲۰) اداکار، اداکارائیں، کھلاڑی، تیراک، پہلوان اور گلوکاروں کو دیکھنا جو نیم برہنہ ہوتے ہیں۔

(۲۱) نماز میں تاخیر اور ترک جماعت کا سبب ہونا۔

(۲۲) فحاشی و عریانی کا پھیلاؤ (۲۳) وقت ضائع کرنے کا گناہ

ان کے علاوہ بہت سے دوسرے نقصانات

(۲۴) قبر کا عذاب۔ (۲۵) آخرت کی ذلت۔

(۲۶) رزق کی تنگی (۲۷) گھر میں بے برکتی۔

(۲۸) پریشانیوں اور مصائب میں اضافہ (۲۹) صحت کی تباہی

(۳۰) سستی و کاہلی کا عذاب (۳۱) دنیاوی زندگی میں ناکامی

(۳۲) نیک صحبت سے دوری (۳۳) اخلاقی تباہی۔

(۳۴) اور مزید یہ کہ سائنسی نقطۂ نظر سے ڈاکٹر گورڈ بے لکھتے ہیں کہ ٹی وی دیکھنے سے خونی کینسر ہوتا ہے۔

(۳۵) ڈاکٹر ایچ پی شوین کا تجربہ ہے کہ ٹی وی دیکھنے سے فالج ہوتا ہے۔

(۳۶) روزنامہ "مسلمان" مدراس ("چنائے" نیا نام) انڈیا ۵ اگست ۱۹۹۲ء لکھتا ہے کہ ٹی وی کے زہریلے مادے سے خارج ہونے والی گیس نیوکلیائی بم پھٹنے کے بعد پائے جانے والے اثرات سے ۵ گنا زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔

(۳۷) کراچی کے ڈاکٹر جمعہ خان (اسپیشلسٹ دماغی امراض) کا کہنا ہے کہ ٹی وی دیکھنے سے دماغی رگ پھٹ سکتی ہے۔

(۳۸) ٹی وی دیکھنے سے نظر کمزور ہو جاتی ہے۔

(۳۹) عکسی تصویر کے ماہر ڈاکٹر "آنلکر وب" نے شکاگو امریکہ کے ایک ہسپتال میں جان کنی کے عالم میں کہا "گھروں میں ٹی وی کا وجود ایک جان لیوا کینسر کی مانند ہے" اس ڈاکٹر کی وفات ٹی وی شعاعوں سے پیدا شدہ کینسر کی وجہ سے ہوئی، اور اس کا چھیانوے مرتبہ سرجری آپریشن بھی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین

حلال روزگار نہ چھوڑیں

مولانا محمد نوید خان صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ رُزِقَ فِيْ شَيْءٍ فَلْيَلْزَمْهُ مَنْ جُعِلَتْ مَعِيْشَتُهُ فِيْ شَيْءٍ فَلَا يَنْتَقِلْ عَنْهُ حَتّٰى يَتَغَيَّرَ عَلَيْهِ (کنز العمال، اتحاف سادۃ المتقین) کہ جس شخص کو جس کام کے ذریعہ رزق مل رہا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس کام میں لگا رہے، اپنے اختیار اور مرضی سے بلا وجہ اس کو نہ چھوڑے اور جس شخص کا روزگار اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہو تو وہ شخص اس روزگار کو چھوڑ کر دوسری طرف منتقل نہ ہو جب تک کہ وہ روزگار خود سے بدل جائے یعنی خود اس کے ہاتھ سے نکل جائے یا اس روزگار میں خود سے ناموافقت پیدا ہو جائے یعنی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ اب اس کو مزید جاری رکھنا آئندہ کیلئے مشکل اور پریشانی کا سبب ہو۔

وجہ یہ ہے کہ حصول رزق کا یہ ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اس ذریعہ سے رزق پہنچا رہے ہیں جبکہ رزق کے حصول کے ہزاروں راستے اور طریقے اور بھی تھے، جب اس خاص طریقے کو اس کیلئے سبب بنا دیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لھذا اللہ تعالیٰ کی اس نعمت اور عطا کو اپنی طرف سے بلا وجہ نہ چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی معیشت کا نظام بھی خود بنایا ہے اور انسان کے دل میں یہ ڈال دیا کہ تم یہ کام کرو تم یہ کام کرو۔ جب تم کو کسی کام پر لگا دیا گیا اور تمہیں اس ذریعہ سے رزق مل رہا ہے تو اب کوئی اور ذریعہ اختیار مت کرو کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کام کے کرنے میں کوئی مصلحت رکھی ہو تمہارے اس کام کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کا کام وابستہ ہو تم پورے نظام معیشت کے ایک پرزے ہو۔ البتہ حالات ٹھیک نہ ہوں مثلاً دکان سے آمدن نہیں ہو رہی تو اس وقت دوسرا ذریعہ اختیار کر لے۔

اس حدیث کے تحت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اگرچہ کہ رزق کے بارے میں ہے لیکن صوفیاء کرام اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی نکالتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کے ساتھ جو معاملہ کر رکھا ہے مثلاً علم کی وجہ سے لوگ اس سے مسئلہ پوچھنے آتے ہیں یا وہ قوم کا سردار ہے لوگ اپنا فیصلہ کرنے کیلئے اس کے پاس آتے ہیں یا کوئی ایسا اور منصب ہے جو بغیر اس کی طلب کے اس کو منجانب اللہ عطا کیا گیا ہو اور لوگ اس منصب کی وجہ سے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں تو بلا ضرورت اس خدمت اور منصب کو نہ چھوڑے اور اس پر قائم رہے۔ بعض اوقات نعمت کی بے قدری کرنے سے اور بے نیازی اختیار کرنے سے وبال آجاتا ہے اور انجام بہت خراب ہو جاتا ہے۔ لھذا جو چیز طلب کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آجائے یا ایسے اسباب کے ذریعے کوئی چیز مل گئی جس کا پہلے وہم و گمان بھی نہیں تھا بشرطیکہ وہ حلال اور جائز ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو قبول کر لینا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خدمت میرے ذمے سپرد کی ہے مجھے اس خدمت کا حق ادا کرنا ہے اور رہی میری ذات تو وہ اس خدمت کی، اس منصب کی مستحق و لائق نہیں لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس خدمت پر لگا دیا ہے اس لئے اس خدمت پر لگا ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح فہم عطا فرمائیں اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین (تلخیص از اصلاحی خطبات)

صبر و شکر کا حیرت انگیز واقعہ

جناب مولانا محمد شعیب صاحب ترتیب محمد بناہ

عبد اللہ جہادی مہم کے سلسلے میں مصر کے ایک ساحلی علاقے میں مقیم تھا، ٹہلتا ہوا ایک بار ساحل سمندر جا نکلا، وہاں دیکھا کہ خیمہ میں ہاتھ پاؤں سے معذور اور آنکھوں کی بینائی سے محروم ایک شخص پڑا ہوا ہے، اس کے جسم میں صرف اس کی زبان سلامت ہے، ایک طرف اس کی یہ حالت ہے اور دوسری طرف وہ بآواز بلند کہہ رہا ہے:

''میرے رب! مجھے اپنی نعمتوں پر شکر کی توفیق عطا فرما، مجھے تو نے اپنی مخلوق میں بہت سوں پر فضیلت اور فوقیت بخشی ہے، اس فوقیت پر مجھے اپنی حمد و ثناء کی توفیق عطا فرما''۔

عبد اللہ نے یہ دعا سنی تو اسے بڑی حیرت ہوئی کہ ایک آدمی ہاتھ پاؤں معذور، بینائی سے محروم ہے جسم میں زندگی کی تازگی کا کوئی اثر نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے نعمتوں پر شکر کی دعا مانگ رہا ہے۔ انہوں نے اس کے پاس آکر سلام کیا اور پوچھا حضرت! آپ اللہ تعالیٰ کی کس نعمت اور فوقیت پر شکر اور حمد و ثناء کی توفیق کے چاہنے والے ہیں؟

معذور شخص نے جواب میں فرمایا اور خوب فرمایا:

آپ کو کیا معلوم میرے رب کا میرے ساتھ کیا معاملہ ہے، بخدا اگر وہ آسمان سے آگ برسا کر مجھے راکھ کر دے، پہاڑوں کو حکم دے کہ مجھے کچل دیں، سمندروں کو مجھے غرق کرنے کیلئے کہہ دے اور زمین کو مجھے نگلنے کا حکم دے تو میں کیا کر سکتا ہوں، میرے کمزور جسم میں زبان کی بے بہا نعمت کو دیکھئے کہ یہ سالم ہے، کیا صرف اس ایک زبان کی نعمت کا میں زندگی بھر شکر ادا کر سکتا ہوں۔

پھر فرمانے لگے، میرا ایک چھوٹا بیٹا میری خدمت کرتا ہے، خود میں معذور ہوں زندگی کی ضروریات اسی کے سہارے پوری ہوتی ہیں لیکن وہ تین دن سے غائب ہے، معلوم نہیں کہ کہاں ہے آپ اس کا پتہ کرلیں تو مہربانی ہوگی ایسے صابر و شاکر اور محتاج انسان کی خدمت سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہو سکتی ہے۔ عبد اللہ نے بیابان میں اس کی تلاش شروع کر دی تو یہ دردناک منظر دیکھا کہ کہ مٹی کے دو تودوں کے درمیاں ایک لڑکے کی لاش پڑی ہوئی ہے جسے جگہ جگہ سے درندوں نے نوچ رکھا ہے، یہ اسی معذور شخص کے بیٹے کی لاش تھی، اس معصوم کی لاش اس طرح بے گور و کفن دیکھ کر عبد اللہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فکر لاحق ہوئی کہ اس کے معذور والد صاحب کو اس دردناک حادثہ کی اطلاع کیسے دے۔ یہ ان کے پاس گئے اور ایک لمبی تمہید کے بعد انہیں اطلاع کر دی۔ بیٹے کی وحشت ناک موت سے کون ہوگا جس کا جگر پارہ پارہ نہ ہو لیکن۔۔

جائز نہیں اندیشۂ جان عشق میں اے دل!
ہشیار! کہ یہ مسلک تسلیم و رضا ہے

خبر سن کر معذور والد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، دل پر غموں کے بادل چھا جائیں تو آنکھوں سے اشکوں کی برسات شروع ہو جاتی ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے کہ غم کا غبار آنکھوں سے اشکوں میں ڈھل کر نکل جاتا ہے، شکوہ و شکایت کے بجائے فرمانے لگے حمد و ثناء اس ذات کے لئے جس نے میری اولاد کو اپنا نافرمان نہیں پیدا

کیا اور اسے جہنم کا ایندھن بننے سے بچایا۔ اِنَّـا لِلّٰـهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھا اور ایک چیخ کے ساتھ نیک روح نے فانی جہاں سے آزادی حاصل کر لی۔

ان کی اس طرح اچانک موت پر عبداللہ کے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ کچھ لوگ اس طرف نکلے رونے کی آواز سنی خیمے میں داخل ہوئے میت کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو اس سے لپٹ گئے، کوئی ہاتھ چومتا ہے، کوئی آنکھوں کو بوسہ دیتا، ساتھ ساتھ کہتے جاتے ہم قربان ان آنکھوں پر جنہوں نے کبھی کسی غیر محرم کو دیکھا نہیں، ہم فدا اس جسم پر جو لوگوں کے آرام کے وقت بھی اپنے مالک کے سامنے سجدہ ریز رہتا، جس نے اپنے رب کی کبھی نافرمانی نہیں کی۔

عبداللہ یہ صورتحال دیکھ کر حیران ہو رہا تھا، پوچھا: یہ کون ہیں؟ ان کا کیا تعارف ہے، کہنے لگے آپ ان کو نہیں جانتے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد، مشہور محدث حضرت ابو قلابہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

منافق کی علامتیں

(۱) جب بولے تو جھوٹ بولے۔
(۲) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔
(۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے
(۴) جب لڑائی جھگڑا کرے تو گالم گلوچ پر اتر آئے
(۵) جب جنگ کی نوبت آئے تو بزدلی اختیار کرے
(۶) جب غنیمت حاصل کرے تو خیانت کرے۔
(۷) جب حکم دیا جائے تو نافرمانی کرے (خدا کے حکموں کی)

﴿صفة المنافق للفريابي﴾

بقیہ اہل باطل کی تحریرات کا مطالعہ

(اَلشَّيْطٰنُ يَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ) کہ شیطان حضرت عمر کے سائے سے بھاگ جاتا ہے ان کے اوپر شیطان کے اثر ہونے کے کیا معنی جس مجلس میں وہ ہوں وہاں شیطان بھی نہیں ٹھہرتا اور توریت جیسی آسمانی کتاب تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھی گئی کہ اگر مضمون کی خرابی بھی ہو جائے تو حضور اصلاح فرما دیتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناگوار ہوا۔ مطلب یہ تھا کہ اس میں تحریف (ردوبدل) ہو چکی ہے تو جب اس سے منع فرمایا تو جو کتابیں صرف گمراہی والی ہوں یا جن کے مضامین اور مصنف کی صحیح جان پہچان اور تفتیش نہ ہو وہ کتاب ہرگز نہ پڑھنی چاہیے۔

لہٰذا اپنے اکابرین کی کتب یا ان کے مشورے سے دینی اور اصلاحی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے بغیر تحقیق ہر کتاب کا مطالعہ نہ کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ صحیح فہم نصیب فرماویں۔ آمین ثم آمین

بقیہ خوشگوار زندگی کا نسخۂ اکسیر

تو میں نے کہا۔

آں شنید ستی کہ در صحرائے غور
بار سالارے بیفتاد از ستور
گفت چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

وہ تم نے سنا ہوگا غور کے صحرا میں ایک سوداگر گھوڑے سے گر پڑا ایک طرف اس کا اونٹ بھی مرا تھا اور وہ خود بھی مرا پڑا تھا اس کا سامان زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ دنیادار کی تنگ آنکھ کو یا قناعت پُر کر سکتی ہے یا قبر کی مٹی اس کے پُر کرنے کا کوئی تیسرا موقع نہیں۔ ﴿از گلستان باب سوم در قناعت حکایت نمبر ۲۲﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پاکیزہ دین پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین

بیان: پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب برکاتہم

(ناپ تول میں کمی) یہ ایک مسئلہ ہے ہمارے ملک کا، آپ غور کیجئے۔ اگر اس ایک مسئلے کو ہم حل کر دیں تو ہمارے پورے ملک کا نظام ٹھیک ہو جائے گا۔ ہماری تجارت ترقی کر کے کہیں سے کہیں پہنچے۔ صنعت ترقی کر کے کہیں سے کہیں پہنچے، ہماری سڑکیں کتنی بہترین ہو جائیں، ہمارے شہر کتنے عظیم الشان بن جائیں۔ جب پاکستان بنا تو اس وقت کوریا جنگ کے شعلوں میں جل رہا تھا۔ آج وہ ترقی کر کے کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ پاکستان بننے سے صرف دو سال پہلے 1945ء میں اس جاپان کے اوپر ایٹم بم برسائے گئے، ہیروشیما اور ناگاساکی پر۔ لیکن آج اس بمباری کا کوئی نام و نشان اس ملک میں نہیں ملتا، ترقی کر کے اتنا آگے پہنچا ہے کہ اس نے بہت ساری چیزوں میں امریکا کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ کیوں؟ وہ قوم چوری نہیں کرتی، جھوٹ نہیں بولتی، کام چوری نہیں کرتی، محنت کرتی ہے، دھوکا نہیں دیتی۔ چین ہم سے بعد میں آزاد ہوا آج اس کی تجارت پوری دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ پوری دنیا میں اس کی تجارت چل رہی ہے۔ اگر وہ بھی ناپ تول میں کمی کیا کرتے تو کبھی ان کی تجارت اتنی ترقی نہیں کر سکتی تھی۔ پاکستان میں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ تاجر اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے، صنعت کار نہیں کرتے، ملازمین اور سرکاری حکام و مزدور نہیں محسوس کرتے۔ رواج یہ بن گیا ہے کہ ڈیوٹی پر جاؤ تو دیر سے چلے جاؤ، کوئی بات نہیں۔

جلدی اٹھ کے چلے جاؤ کوئی بات نہیں ڈیوٹی کے اوقات میں اپنی ذاتی باتیں کر لو، ٹیلیفون کر لو، اخبار پڑھ لو، سیاسی باتیں کر لو، لوگوں سے ملاقات کر لو، کوئی گناہ کی بات نہیں۔ ان ممالک میں آپ جایئے وہاں کوئی ذاتی ٹیلیفون آپ کو نہیں آ سکتا، ایک مرتبہ آپ نے ٹیلیفون پر ذاتی بات کر لی فوراً آپ کا افسر آپ کو ٹوک دے گا کہ بھئی ڈیوٹی کا وقت ہے یہاں ٹیلیفون نہیں آنے چاہئیں۔ چنانچہ ہر ملازم سب کو کہہ دیتا ہے کہ میرے دفتر میں فون نہ کرنا۔ میرے دفتر میں مجھ سے ملاقات کے لیے نہ آنا۔ وہاں کوئی اخبار نہیں پڑھتا اپنے ڈیوٹی کے وقت میں، وہاں بیٹھ کر کوئی سگریٹیں نہیں پیتا، وہاں اپنی ڈیوٹی کے اوقات میں کوئی چائے نہیں پیتا، سارا وقت مسلسل کام میں لگے رہتے ہیں، جب ہی وہ دنیا کی ترقی کرتے جا رہے ہیں۔ ہماری ان بداعمالیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم صرف پاکستان ہی میں تباہی کا شکار نہیں ہو رہے بلکہ ہم پوری دنیا میں بدنام ہو رہے ہیں۔ اچھا...... جو نقشہ پاکستان کا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے بہت سارے دوسرے مسلم ممالک کا بھی اس کے قریب قریب ہے البتہ یہ بات ہے کہ وعدہ خلافی، جھوٹ بولنا، بدعہدی کرنا، تجارت میں دھوکہ بازی کرنا ہمارے ہاں زیادہ ہے دوسرے مسلم ممالک کے ہاں کم ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان بدنام ہیں کہاں تو وہ زمانہ تھا کہ لوگ صحابہ کرام کو دیکھ دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوتے تھے اور اب یہ زمانہ آ گیا ہے کہ لوگ ہمیں دیکھ دیکھ کر اسلام سے بھاگتے ہیں۔

عبرت ناک واقعہ فرینکفرٹ (جرمنی) میں ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور کے مالک سے جو سکھ تھا

میری ملاقات ہوئی۔ مجھ سے اس نے کہا کہ میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ذرا فارغ ہو جائیں تو میرے پاس تشریف لے آئیے، چائے بھی میرے ساتھ پی لیجئے۔ میں نے وعدہ کر لیا۔ میں چلا گیا۔ تو خیر انہوں نے چائے وائے پلائی اور اسلام کے بارے میں اس نے معلومات پوچھیں، میں نے اسلام کے عقائد کا بیان کیا تو اس نے کہا یہ تو بڑی اچھی اچھی باتیں آپ کہہ رہے ہیں۔ مجھے تو ان سب چیزوں سے اتفاق ہے، اور ہم ہندوؤں والا مذھب نہیں رکھتے، ہم تو پتھروں کو نہیں پوجتے۔ ہم تو اللہ کو ایک ہی مانتے ہیں۔ پھر میں نے اسلام کے عقائد، رسالت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، یوم آخرت وغیرہ کا ذکر کیا، کہا کہ یہ تو بڑی اچھی باتیں ہیں۔ آپ اندر آئیں آفس میں تشریف لے آئیں۔ آفس میں لے گیا اب وہاں تنہائی تھی۔ میں تھا اور میرے ساتھ دو آدمی تھے۔ کہنے لگا کہ اچھا یہ بتلائیے کہ اسلام قبول کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ میں نے بتایا کہ طریقہ یہ ہے کہ کلمہ طیبہ ہے اس کو سمجھ لے آدمی اور اس کا زبان سے اقرار کر لے اور دل سے مان لے تو پھر وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے پوچھا کہ وہ کیا کلمہ ہے؟ میں نے بتایا، کہا مجھے کلمہ پڑھا دیجئے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ یا اللہ یہ تو آپ نے بڑا کرم فرمایا، یہ اگر مسلمان ہو گیا میرے تو پورے سفر کی محنت وصول ہو جائے گی۔ میں نے اس کو کلمہ پڑھایا، اس نے پڑھ لیا۔ میں نے اس کا ترجمہ پڑھایا ترجمہ پڑھ لیا، اس کا مطلب سمجھایا۔ کہا میں بالکل مان گیا، یہ سب باتیں بالکل ٹھیک ہیں۔ اب مجھے کیا کرنا ہے؟ عصر کا وقت ہونے والا تھا پھر میں نے اسے نماز وضو کا طریقہ بتایا پھر وہ کہنے لگا کہ آپ تو کل کراچی جا رہے ہیں۔ مجھے یہ سب باتیں اسلام کی کون بتائے گا؟ آپ مجھے کوئی ایسی کتاب دے دیں جس کو میں پڑھ کر عمل کرتا جاؤں۔ میں نے ایک کتاب کا انتظام کر دیا۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اور پھر ہم سب نے مل کر دعا کی، پھر بعد میں، میں نے اس کو مبارکباد دی، کہ بھئی مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمان بنا دیا اور اس وقت آپ ہم سب سے بہتر مسلمان ہیں کیونکہ اسلام جو لاتا ہے تو وہ سارے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس وقت آپ گناہوں سے بالکل پاک ہیں۔ ہم سے بھی زیادہ اچھے ہیں۔ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمان بنا دیا۔ تو فوراً پریشانی کے کچھ آثار اس کے چہرے پر ظاہر ہوئے۔ پھر کہنے لگا میں مسلمان ہو گیا؟ میں نے کہا ہاں ہو گئے، کچھ اور پریشان ہوا کہنے لگا میں مسلمان ہو گیا؟ میں نے کہا ہاں مسلمان ہو گئے، تو اور وہ سوچ میں پڑ گیا، پھر کہنے لگا، کیا مسلمان ہوئے بغیر اسلام میں داخل نہیں ہو سکتے؟ اس نے یہ ایسا مشکل سوال کیا کہ مجھے آج تک اس کا جواب نہیں سمجھ میں آتا کہ کیا جواب دینا چاہیے تھا؟ کیا مسلمان ہوئے بغیر اسلام میں داخل نہیں ہو سکتے؟ میں نے کہا ایسی بات آپ کیوں پوچھتے ہیں، کہنے لگا کہ بات یہ ہے کہ "میں مسلمان ہونے کیلئے تیار نہیں ہوں"، آپ نے جو باتیں کہی ہیں وہ صحیح ہیں ان کو مانتا ہوں۔ لیکن میں مسلمان ہونے کے لیے تیار نہیں، میں آپ کو صاف بتا دوں، میں سکھ ہوں، سردار گوبند سنگھ کا سکھ ہوں، ان کو میں مانتا ہوں، میں مسلمان نہیں ہوں، ویسے جو کچھ باتیں آپ نے مجھے بتائی ہیں وہ بالکل درست ہیں، ان کو میں مانتا ہوں، میں نے کہا ایسی بات کیوں کرتے ہو۔ کہا میں نے جو مسلمان دیکھے ہیں وہ اچھے نہیں ہوتے میں ویسا آدمی نہیں بننا چاہتا۔

یہ حال ہے اس وقت ہمارا، ہمارے کردار کا، جو قوم جھوٹ بولتی ہے، جھوٹے وعدے کرتی ہو، عہدوں کی خلاف ورزی کرتی ہو۔ ناپ تول میں کمی کرتی ہو، کام

چوری کرتی ہو، دھوکا بازیاں کرتی ہو۔ اس قوم میں داخل ہونے کیلئے کون تیار ہوگا؟ یاد رکھیے! دنیا کی دوسری قوموں کے لوگ اسلام کی کتابیں پڑھ کر اسلام سے واقف نہیں ہوتے، وہ ہمیں اور آپ کو دیکھ کر اسلام سے واقف ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام کو دیکھ کر اسلام سے واقف ہوتے تھے۔ اسلام پر فدا ہو جاتے تھے۔ کہ ایسے عظیم انسان جس دین نے پیدا کیے ہیں۔ ہمیں بھی ایسے ہی ہو جانا چاہئے۔ اور آج ہمیں دیکھ کر اسلام سے بھاگ رہے ہیں۔

بس ایک جملہ پر اپنی بات ختم کرتا ہوں،

مفتی زین العابدین صاحب رحمہ اللہ بھی دنیا میں بہت پھرے تھے۔ گیارہ ستمبر کا جو واقعہ پیش آیا، اس سے پہلے کی بات کہہ رہا ہوں۔ انہوں نے ایک تقریر میں کہا۔ کہ یہ مغربی دنیا اس وقت اسلام کے دروازے پر کھڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس نے سوشلزم کو بھی آزما لیا، کیمونزم کو بھی آزما لیا، بادشاہت کو بھی آزما لیا، جمہوریت کو بھی آزما لیا، لیکن غریب کا کوئی مسئلہ حل نہ کر سکا۔ سرمایہ داری نظام کو بھی آزما لیا۔ غریب کا مسئلہ اس نے بھی حل نہیں کیا۔ اس لئے دنیا کی پر امید نظریں اسلام کی طرف لگی ہوئی ہیں مغربی دنیا اس وقت اسلام کے دروازے پر کھڑی ہوئی ہے لیکن اندر اس واسطے داخل نہیں ہوتی کہ اندر ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں دیکھ کر ڈرتے ہیں کہ اسلام میں اگر داخل ہوئے تو ان جیسے ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اسلام کی بھی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ اور جنہوں نے ہماری دنیا بھی برباد کر ڈالی ہے اور آخرت بھی برباد ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ان گناہوں سے بچنے کی اور توبہ کرنے کی توفیق کامل عطا فرمائے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

تلاش ۔۔۔ خلوص ۔۔۔ حیرت کدہ

ہم سے خلوص گم ہو گیا ہے۔ اس کی عمر سو سال ہے۔ بڑھاپے کی وجہ سے کافی کمزور ہو گیا ہے۔ اور گھر میں خود غرض کے ساتھ ان بن ہونے کی وجہ سے بھاگ گیا ہے۔ گمان ہے کہ وہ بے رحم لوگوں کی وجہ سے اِدھر اُدھر ہو گیا ہے۔ سنا ہے کہ ہم دردی کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔ ابھی تک دونوں کی کچھ خبر نہیں ہے۔ اس کے بھائی اُخُوَّت اور بہن حب الوطنی اس کی تلاش میں نکلے ہوئے ہیں۔

اس کی بہن شرافت کا انتقال ہو گیا ہے۔ شرافت کے غم میں حیاء بھی چلی گئی ہے۔ اس کا بھائی اخوت بہت ہی پریشان ہے۔ ان کے والد صاحب معاشرہ کو سخت فکر لاحق ہو رہی ہے۔ اس کی ماں انسانیت بہت بیمار ہے۔

اور وہ آخری بار اپنے جگر گوشے کو دیکھنا چاہتی ہے۔

جس کو ملے برائے مہربانی پاکستان پہنچا دیں۔

خلوص اگر خود پڑھے تو واپس جلدی آ جائے۔

پاکستانی لوگوں کو تمہاری بہت ضرورت ہے۔

﴿ابن محمد رشید، لاہور﴾

نصیحت آمیز مکالمہ

مولانا محمد طیب الیاس صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمرؓ لاہور

مختصر تعارف ابوحازم المدنی بڑے ولی اللہ گذرے ہیں۔ نام سلمۃ بن دینار، بنولیث بن بکر کے آزاد کردہ غلام لنگڑے تھے۔ ۱۴۰ھ میں وفات پائی۔ (المعارف ص ۲۰۶)

سلیمان بن عبدالملک ولید بن عبدالملک کے بعد خلیفہ بنا، ابوایوب کنیت تھی، گورارنگ تھا، زبان بہت فصیح تھی، ۹۶ھ کو خلیفہ بنا، اس کا زمانہ خلافت اس لحاظ سے اچھا شمار کیا گیا ہے کہ اس نے ظلم و ستم کو ختم کیا، (بے گناہ) قیدیوں کو رہا کیا۔ ۹۸ھ میں ۴۵ سال کی عمر میں حلب کے قریب "دابق" مقام پر وفات پائی۔ (المعارف ص ۱۵۷)

مکالمہ

سلیمان: اے ابوحازم! کیا بات ہے کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں؟

ابوحازم: اس لئے کہ آپ لوگوں نے اپنی آخرت کو خراب اور دنیا کو آباد کیا ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو یہ ناپسند ہے کہ آباد جگہ سے خراب و ویران جگہ کی طرف منتقل ہوں۔

سلیمان: اللہ جل شانہ کے دربار میں کل حاضری کس طرح ہوگی؟

ابوحازم: نیکو کار خوشی خوشی اس طرح حاضر ہوگا جس طرح کوئی مسافر اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاتا ہے اور بدکار اس بھگوڑے غلام کی طرح ہوگا جو اپنے مولیٰ (آقا) کے پاس جارہا ہے۔

سلیمان: کون سی بات زیادہ اعلیٰ و برتر ہے؟

ابوحازم: حق بات کہنا اس کے سامنے بھی جس سے ڈر ہو اور اس کے سامنے بھی جس سے اُمید ہو۔

سلیمان: مسلمانوں میں سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟

ابوحازم: وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے اور لوگوں کی اس کی طرف رہنمائی کرے۔

سلیمان: کون سا مسلمان سب سے بڑا احمق ہے؟

ابوحازم: وہ شخص جو اپنے ایسے بھائی کی محبت میں اندھا ہوجائے جو ظالم ہوجائے جو ظالم ہو اور اپنی آخرت دوسرے کی دنیا بنانے کی خاطر بیچ دے۔

سلیمان: اے ابوحازم! کیا آپ ہمارے ساتھ رہنا پسند کریں گے تاکہ آپ ہم سے فائدہ اٹھائیں اور ہم آپ سے فائدہ اٹھائیں؟

ابوحازم: میں اللہ کے ذریعہ اس سے پناہ مانگتا ہوں۔

سلیمان: ایسا کیوں ہے؟

ابوحازم: مجھے یہ ڈر ہے کہ میں آپ لوگوں کی طرف کچھ تھوڑا سا مائل ہوجاؤں گا اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے دگنا عذاب چکھائیں گے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

سلیمان نے وہاں سے واپس ہونے کیلئے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اے ابوحازم! مجھے وصیت کیجئے۔

ابوحازم نے فرمایا: میں آپ کو مختصری وصیت کرتا ہوں اپنے ربّ کی تعظیم کیجئے اور اس سے بچئے کہ اللہ جل شانہ آپ کو اس جگہ دیکھیں جہاں جانے سے آپ کو روکا ہے یا اس جگہ موجود نہ پائیں جس جگہ جانے کا انہوں نے حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مکالمہ سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قسط ۱۵

احسن المکاتیب

✉ بعض دفعہ خیال آتا ہے کہ حضرت والا سے فلاں بات احقر پوچھے پھر خیال آتا ہے کہ حضرت والا اس کا یہ جواب دینگے۔ اس خیالی جواب سے تسلی ہوجاتی ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ حقیقت میں وہ جواب صحیح ہوتا ہے یا غلط۔ کیا احقر اُس تسلی سے مطمئن ہوجایا کرے۔

ارشاد: بالکل نہیں۔

✉ اس وقت عشقِ الٰہی کی ایک عجیب میٹھی میٹھی لذت محسوس ہورہی ہے۔ بے اختیار آنسو نکل رہے ہیں

ارشاد: مبارک لاکھ مبارک ہو۔

✉ احقر کبھی کبھی یہ پڑھا کرتا ہے کہ دعا کے طور پر

عشق سے دل کر منور عاشقِ صادق بنا
کچھ نہ ہو مقصود مجھ کو اے خدا تیرے سوا
عاشقِ حق حسن مفتی (مدظلہ) پیشوا کے واسطے

✉ حال آجکل احقر کے مشاغل تقریباً یہ ہیں:

(ا) تلاوت تقریباً اڑھائی پارہ روزانہ

(ب) ذکر کلمہ ۵۰۰ مرتبہ

(ج) مراقبہ موت و مابعد برائے علاج شہوت

(د) مراقبہ نعماء اللہ تعالیٰ برائے حصول عشق الٰہی

(ہ) مطالعہ حسن العزیز، تجدید تصوف و سلوک، مواعظ

(و) بہشتی زیور کے مسائل کو یاد کرنا

(ز) بہشتی زیور دو چھوٹے بہن بھائیوں کو پڑھانا

(ح) نماز کے الفاظ درست کرانا اور نورانی قاعدہ پڑھانا (۴) چار بہن بھائیوں کو

(ط) درسی کتب جو احقر پڑھ چکا ہے ان کو دہرانا

مندرجہ بالا مشاغل میں مناسب ترمیم فرمادیویں اگر حضرت والا مناسب خیال فرماویں۔

ارشاد: بس کافی ہے۔

✉ تبلیغ دین میں سے خوف کا بیان پڑھا۔ الحمد للہ کہ گناہوں سے اکثر خوف عذاب و خوف خدا مانع ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ خوف کا استحضار نہیں رہتا جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ نفس ضعیف تاویل کر کے کوئی امر قبیح (برا کام) کرلیتا ہے یا بلا زیادہ سوچے ہوئے کوئی کام کرلیتا ہے پھر متنبہ ہوتا ہے البتہ عند التنبہ توبہ احقر کرلیتا ہے ایسی حالت میں کیا ارشاد ہے؟

ارشاد: جو کرتے ہو کافی ہے۔

✉ حال: الحمد للہ کہ بیداری کا تقریباً تمام وقت شغل تعلیم یا تلاوت یا ذکر یا کلام ثواب ہی میں گذرتا ہے

ارشاد: الحمد للہ مبارک لاکھ مبارک۔

اللہ تعالیٰ کی بندہ سے اعراض کی علامت

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی اپنے بندہ سے اعراض کی علامت یہ ہے کہ وہ بندہ لایعنی یعنی فضول کام و کلام میں مشغول ہوجائے

(الرسالۃ المغنیۃ ۱/۲۱)

یعنی جو بندہ فضول کام اور فضول بات چیت میں مشغول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندہ سے اپنی توجہ ہٹا لیتے ہیں پھر اس کو نیکی کی طرف شوق اور میلان نہیں رہتا۔

قسط ۱۵

شانِ تربیت

آخری قسط

بقلم حضرت اقدس مولانا
صوفی محمد سرور
صاحب دامت برکاتہم

حالات وکمالات حضرت مخدوم الامت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ خلیفہ ارشد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ

عملی تربیت کے درجے میں بعض دفعہ تو اضعاً فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کے خطوط آتے ہیں تو مجھے شرم آتی ہے کہ ان کے کیسے کیسے بلند حالات ہیں۔ ایک نیک بی بی کا خط ذکر فرمایا کرتے تھے کہ لکھا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت میں جل جاؤں اور بدن سے دھواں نکلے۔ چودھری روشن علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حال ذکر فرمایا کہ انکو بعض لوگ بندر اور خنزیر وغیرہ کی شکل میں نظر آتے ہیں یعنی برے اعمال کی وجہ سے بری شکلیں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے سلسلے کے بزرگوں سے بھی طالبین کے قلوب میں انقباض پیدا ہونے نہ دینا چاہیے۔ تربیت کے اس اصول کی عملی تبلیغ بعض دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے کہ بعض دوسرے سلسلہ کے بزرگوں کے اجتماعی ذکر کو بڑی محبت سے بیان فرمایا کرتے تھے کہ بعض حضرات حلقہ کی صورت میں فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ ہلکی ہلکی تالی بجا کر کرتے ہیں، عجیب لطف ومحبت سے بیان فرمایا کرتے تھے۔

تربیت کے اہم اصولوں میں سے ہے کہ طالبین میں ذکر کا شوق پیدا کیا جاوے اس سلسلہ میں کثرت سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ روح المعانی کے حوالہ سے نقل فرمایا کرتے تھے کہ سلیمان علیہ السلام کو فوج سمیت تخت پر پرندوں کے سائے میں اڑتے ہوئے دیکھ کر ایک دیہاتی نے کہا سبحان اللہ!..... اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے سلیمان علیہ السلام کو کیا کچھ دیا ہے۔ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کی جاسوس تھی اس نے یہ بات پہنچائی، دربار میں حاضر کیا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا ایک دفعہ سبحان اللہ پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تمہیں میری ساری سلطنت مل جاوے۔

تربیت کے آداب سے ہے کہ شیخ آپکی ہیبت دور کرنے کیلئے کبھی کبھی خوش طبعی اختیار کرے۔ اس سلسلہ میں ایک دفعہ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ خیر المدارس میں مہمان تھے اور خدمت کیلئے احقر متعین تھا۔ احقر کام کر کے جلدی حاضر خدمت ہو جاتا تھا، تڑپ تھی کہ زیادہ سے زیادہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنے کا موقع ملے۔ ایک دفعہ فرمایا تم تو اس جن کی طرح ہو جس کو کسی نے مسخر کیا تھا وہ جلدی سے کام کر کے آجاتا اور نیا حکم پوچھتا تو مسخر کرنے والے نے کہا کہ بیٹھکیں نکالو!... اٹھو بیٹھو! اٹھو بیٹھو!

شانِ تربیت سے ہے کہ طالب کو افراط اور تفریط دونوں سے روکا جائے، اس سلسلہ میں ایک دفعہ جبکہ احقر ملتان سے ہفتہ میں دو تین خط لکھا کرتا تھا تحریر فرمایا کہ مہینہ میں دو سے زائد خط نہ لکھا کرو، غالباً حضرت نے یہی خیال فرمایا کہ یہ پڑھائی کا بہت حرج کرتا ہوگا وہ زمانہ احقر کی ابتدائی عربی تعلیم کا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ مجلس میں ایک صاحب پر ایسا غلبہ حال ہوا کہ سجدے میں گر گیا لیکن سجدہ قبلہ کی طرف رخ کر کے کیا حضرت کی طرف رخ نہ کیا اور زبان سے بھی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا، گویا غلبہ حال میں بھی حدود سے تجاوز نہ ہوا۔

تربیت بغیر شفقت علی الطالبین نہیں ہوسکتی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی شفقت تو تھی ہی، عمومی شفقت کا یہ عالم تھا کہ ختم نبوت کی تحریک میں جبکہ لاہور میں بہت سے

بقیہ صفحہ ۲۸ پر

فراست

معنیٰ — مراتب — واقعات

مولانا جمیل الرحمٰن مدرس جامعہ دارالقرآن فیصل آباد

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مؤمن کی فراست سے بچو، ڈر رہو جاؤ کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے عطا کردہ نور سے دیکھتا ہے"۔

فراست کا **لغوی معنی** "رُؤْیَۃُ الْبَاطِنِ بِنَظْرِ الظَّاھِرِ" یعنی سرسری نگاہ سے باطن تک کو دیکھ لینا جس کو اردو میں دور اندیشی کہتے ہیں۔

مراتب علامہ آلوسی رحمہ اللہ یہ بات سمجھانا چاہتے ہیں کہ فراست و دور اندیشی کے متعدد مراتب ہیں بعض ظاہری آنکھوں سے معلوم ہو جاتے ہیں، بعض کا ادراک عارفین (اہل اللہ) کو ہی ہوتا ہے۔ بعض حواس باطنیہ اور قلبی واردات یعنی الہام و کشف سے حاصل ہو جاتے ہیں اور کچھ ایسے مراتب ہیں جو عقل و روح سے آدمی پالیتا ہے البتہ بعض مراتب ایسے بھی ہیں جن کیلئے باطنی آنکھیں ضروری ہیں ظاہری آنکھوں سے حاصل نہیں ہو سکتے نیز فراست کا ایک درجہ اس سے بھی زیادہ مخفی ہے اس کو صحیح طور پر وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس کو حق تعالیٰ شانہ یہ مرتبہ عطا فرمادیں الفاظ میں اس کو بھنا اور سمجھانا مشکل ہے۔

تنبیہ یاد رکھئے فراست حجت شرعیہ نہیں ہے۔ بتلانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ ایک نفع بخش طریق ہے شرعی حدود میں رہتے ہوئے اس سے کام لیا جاسکتا ہے۔ (روح المعانی ۸/۸۹)

واقعات

(۱) منقول ہے کہ امام شافعی اور امام محمد رحمہما اللہ ایک مرتبہ فناء (صحن) کعبہ میں کھڑے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا تو اسے دیکھتے ہوئے ہی ان حضرات میں یہ مکالمہ ہوا فقَالَ اَحَدُھُمَا اَرَاہُ نَجَّاراً وَقَالَ الْاٰخَرُ بَلْ حَدَّاداً یعنی ان حضرات میں سے ایک نے کہا یہ بڑھئی ہے جبکہ دوسرے نے کہا نہیں بلکہ لوہار ہے۔ قریب ہی سے ایک شخص جو سارے ماجرے کو سن رہا تھا، بھاگ کر اس شخص سے پوچھتا ہے کہ تو بڑھئی ہے یا لوہار تو اس نے جواب میں یہ جملہ کہا کُنْتُ نَجَّاراً وَاَنَا الْیَوْمَ حَدَّادٌ "پہلے بڑھئی تھا اب لوہار ہوں"۔ (قرطبی ۱۵/۲۲)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جب بھی مجھ سے کسی نے کوئی بات پوچھی تو اس پوچھنے ہی پر میں نے پہچان لیا کہ یہ سائل فقیہہ ہے یا غیر فقیہہ۔ (حوالہ بالا)

(۳) ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آرہے تھے کہ راستہ میں غیر اختیاری نگاہ کسی اجنبی عورت پر پڑ گئی جب یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں پہنچے تو شرم وحیا کے پیکر، جامع قرآن خلیفۂ ثالث سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فوراً اس غیر اختیاری نگاہ کو پہچانتے ہوئے یوں فرمایا یَدْخُلُ اَحَدُکُمْ عَلَیَّ وَفِیْ عَیْنَیْہِ اَثَرُ الزِّنَا "کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص میرے پاس اس حالت میں

آتا ہے کہ اس کی نگاہوں سے زنا ٹپک رہا ہوتا ہے"۔
اس پر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے تعجباً کہا اَوَحياً بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم "کیا ابھی بھی وحی آتی ہے"؟
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لا لٰكِنْ بُرْهَانٌ وَفِـــرَاسَةٌ یعنی زمانۂ وحی تو گذر چکا یہ سب کچھ حق تعالیٰ کی عطا کردہ فراست سے ہے۔ (حوالہ بالا)
(۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین شخص سب سے زیادہ فراست والے ہوئے ہیں:
(۱) عزیز مصر جس نے اپنی ذہانت سے حضرت یوسف علیہ السلام میں رشد و ہدایت کے آثار محسوس کر کے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ اس کو خاطر سے رکھنا۔
(۲) حضرت شعیب علیہ السلام کی دو بیٹی (صفورا یا صفیرا) جس نے اپنی فراست سے حضرت موسیٰ علیہ السلام میں امانت و دیانت اور شرم و حیا کو پہچانتے ہوئے اپنے اباجان کو مشورہ دیا کہ اے اباجان! ان کو خادم رکھ لو۔
(۳) خلیفۂ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنی بصیرت اور نور فراست سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ظاہری سختی کو عدل کی مضبوطی دیکھتے ہوئے اپنا جانشین اور خلیفۂ ثانی مقرر کیا۔
(روح المعانی ۷/۲۰۷)

تنبیہ معلوم ہوا فراست و عقلمندی کا ایک درجہ ایسا بھی ہے جس کیلئے ایمان شرط نہیں لہٰذا کسی غیر مسلم میں ایسی خوبی دیکھ کر حیرانگی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ سچی فراست جو گناہوں کی ظلمتوں سے پاک ہو وہ تو نیک لوگوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

مسائل جمعہ و خطبہ

مولانا حافظ محمد رمضان صاحب
خطیب باغ والی مسجد جمبر کلاں

مسئلہ ۱ جمعہ کی نماز فرض ہے اور یہ ظہر کی نماز کے قائم مقام ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ جُمُعَاتٍ مُتَوَالِيَاتٍ فَقَدْ نَبَذَ الْإِسْلَامَ وَرَاءَ ظَهْرِهٖ. (مجمع الزوائد ۲/۱۹۳)

”جس شخص نے تین جمعہ پے در پے چھوڑ دیئے اس نے اسلام کو پس پشت پھینک دیا۔“

مسئلہ ۲ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں سنت اور جمعہ کی نماز کے بعد پہلی چار رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں اور بعد کی دو رکعتیں ایک قول میں غیر مؤکدہ ہیں۔

مسئلہ ۳ خطبہ کے دوران کسی خاص کیفیت سے بیٹھنا مسنون نہیں۔ جس طرح سہولت ہو بیٹھ سکتے ہیں۔ مگر امام کی طرف متوجہ رہنا اور خطبہ توجہ سے سننا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲)

مسئلہ ۴ دوران خطبہ انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر بیٹھنا ممنوع ہے۔ (حوالہ بالا)

مسئلہ ۵ خطبہ کے دوران نماز پڑھنا درست نہیں خطبہ شروع ہونے سے پہلے اگر نماز کی نیت باندھ لی تو اس کو مختصر قراءت کے ساتھ پورا کرلے۔ (حوالہ بالا)

مسئلہ ٦ دونوں خطبوں کے دوران امام صاحب کے بیٹھنے کے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (حوالہ بالا)

مسئلہ ۷ خطبہ کے دوران گفتگو کرنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ممنوع ہے۔

مسئلہ ۸ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دور میں جمعہ کی اذان صرف ایک تھی۔ دوسری اذان جو جمعہ کا وقت شروع ہونے پر دی جاتی ہے اس کو سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے شروع کروایا۔

قرآن کریم میں جمعہ کی اذان ہونے کے بعد کاروبار چھوڑ دینے کا اور جمعہ کے لئے جانے کا حکم فرمایا۔ صحیح تر قول کے مطابق یہ حکم پہلی اذان کے متعلق ہے۔ لہذا پہلی اذان ہونے کے بعد جمعہ کی تیاری کرنا واجب ہے اور جمعہ کی تیاری کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا ناجائز اور حرام ہے۔

مسئلہ ۹ جمعہ کا پہلا خطبہ سننے کے وقت دونوں ہاتھ باندھ لینا اور دوسرا خطبہ سنتے وقت ہاتھوں کو رانوں پہ رکھنا سنت سے ثابت نہیں اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۰ نماز جمعہ سے پہلے تعلیم یا ذکر کیلئے علیحدہ علیحدہ حلقے بنا کر بیٹھنا بھی منع ہے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ مسجد میں خرید فروخت کرنے سے، مسجد میں گمشدہ چیزوں کا اعلان کرنے سے اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھنے سے۔ ﴿سنن ابی داؤد﴾

علم (صورت) (حقیقت) (لذت)

علم کی صورت حاصل ہوتی ہے کتابوں سے، علم کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے عمل سے اور علم سے لذت آتی ہے اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے سے۔

﴿ملفوظ یادگار اسلاف عارف باللہ
حضرت اقدس عشرت علی قیصر صاحب مدظلہ﴾

تجارت اہمیت فضیلت تجارت میں حلال کام حرام کام نیک کام

ازمدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین. اما بعد

سورۃ نبا میں حق تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ ہم نے دن کو کمائی کرنے کے لئے بنایا ہے۔ اسی طرح سورۃ جمعہ، مزمل وغیرہ میں اللہ کے فضل یعنی روزی ڈھونڈنے (طلب کرنے) کا ذکر ہے۔ اسی طرح بے شمار احادیث میں تجارت کی فضیلت مذکور ہے۔ حلال کمائی کو حدیث میں فریضہ بھی کہا گیا ہے۔ (طبرانی بیہقی)

ایک حدیث شریف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا طُوْبٰی لِمَنْ طَابَ کَسْبُہٗ کہ اس کے لئے خوشخبری ہو جس کی کمائی پاک ہو۔ (طبرانی)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنی پشت پر لکڑیاں لاد کر اسے بیچ کر کھائے یہ اس کے لئے مانگنے سے بہتر ہے۔ (بخاری ومسلم)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا کہ دس حصوں میں نو حصے رزق تجارت میں ہے۔ یعنی تجارت بہت زیادہ آمدنی کا ذریعہ ہے اسے اختیار کرنا چاہئے۔ (فضائل تجارت)

جس نے دنیاوی کمائی میں ۷ کام کئے اس نے بہترین کمائی کر لی

(۱) جھوٹ نہ بولے۔ (۲) خیانت نہ کرے۔ (۳) وعدہ پورا کرے۔ (۴) خریدتے ہوئے چیز کی بُرائی بیان نہ کرے۔ (۵) بیچتے ہوئے تعریف نہ کرے (۶) اپنی طرف کسی کا حق نکلتا ہو تو پورا پورا ادا کرے (۷) دوسرے پر اپنا حق نکلتا ہو تو لینے میں نرمی کرے (ترغیب ۵۸۶/۳)

چار کاموں سے کمائی پاک ہوتی ہے

(۱)......خریدتے ہوئے مذمت نہ کرے۔

(۲)......بیچتے ہوئے تعریف نہ کرے۔

(۳)......بیچنے میں گڑبڑ نہ کرے۔

(۴)......مال بیچنے میں قسم نہ کھائے (یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے) (ترغیب ۵۸۶ ج ۳)

کمائی میں برکت ہوگی ایک کام سے

(۱)......جس نے مال کا عیب بتا کر بیچا

بقیہ شان تربیت

مسلمان شہید ہوئے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ وعظ کیلئے ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو ترجیع کی آیت پڑھ کر گریہ ایسا طاری ہوا کہ وعظ نہ فرما سکے اور پاکستان جب بنا ہے اور مسلمانوں پر ظلم کئے گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ رات کو روتے رہتے تھے۔ تربیت باطن کا طریق احقر کو بتلایا تھا کہ تبلیغ دین کے مباحث پڑھ کر ایک ایک کر کے امراض کا حال لکھا کر وا گر وقت نہ ہو تو ایک سے زائد امراض کا علاج بھی بیک وقت ہو سکتا ہے۔

سچی کہانی

شکر کا انعام اور ناشکری کا انجام

از
بہشتی زیور

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے: ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ حق تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا اور ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تم کو کیا چیز پیاری ہے؟ اس نے کہا: مجھے اچھی رنگت اور خوبصورت کھال مل جائے اور یہ بلا جاتی رہے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گھن کرتے ہیں۔ اس فرشتے نے اس کے بدن پر اپنا ہاتھ پھیر دیا وہ اسی وقت اچھا ہو گیا اور اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی۔ پھر پوچھا تجھے کونسے مال سے زیادہ رغبت ہے؟ اس نے کہا اونٹ سے۔ پس ایک گابھن اونٹنی بھی اس کو دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔

پھر گنجے کے پاس آیا اور پوچھا: تجھے کونسی چیز پیاری ہے؟ اس نے کہا میرے بال اچھے نکل آئیں کہ لوگ جس سے گھن نہ کریں۔ فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا اور اسی وقت اچھے بال نکل آئے۔ پھر پوچھا تجھ کو کونسا مال زیادہ پسند ہے۔ اس نے کہا گائے۔ پس اس کو ایک گابھن گائے دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت بخشے۔

پھر اندھے کے پاس آیا اور پوچھا: تجھے کو کیا چیز چاہئے؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ درست کر دے کہ سب آدمیوں کو دیکھوں۔ اس فرشتے نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ اسی وقت درست کر دی۔ پھر پوچھا تم کو کونسا مال پیارا ہے؟ اس نے کہا بکری پس اس کو ایک گابھن بکری دیدی۔

تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے۔ تھوڑے دنوں میں ایک کا اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ اور دوسرے کا گایوں سے جنگل بھر گیا اور تیسرے کا بکریوں سے جنگل بھر گیا۔ پھر وہ فرشتہ خدا کے حکم سے اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں مسکین آدمی ہوں میرے سفر کا سامان ختم ہو گیا ہے آج میرے پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے خدا کے اور پھر تیرا۔ میں تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں اس اللہ کے نام پر جس نے تجھے اچھی رنگت اور عمدہ کھال عنایت فرمائی تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ وہ بولا یہاں سے چل دور ہو مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ تیرے دینے کی اس میں گنجائش نہیں۔ فرشتے نے کہا شاید تجھ کو میں پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے اور کیا تو مفلس نہیں تھا پھر خدا نے تجھے کو اس قدر مال عطا فرمایا؟ اس نے کہا واہ کیا خوب یہ مال تو میری کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آرہا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

پھر گنجے کے پاس ایسی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ جیسا کوڑھی نے کہا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھے ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔

پھر اندھے کے پاس آیا اسی پہلی صورت میں اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہو گیا ہوں آج صرف خدا کے اور پھر تیرے سوا میرا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ میں تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں اس کے نام پر جس نے تجھے دوبارہ بینائی بخشی تاکہ اس سے میں اپنا سفر کر سکوں۔ اس نے کہا بے شک میں اندھا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مجھ کو نگاہ بخشی۔ جتنا تیرا جی چاہے لے جا۔ اور جتنا چاہے چھوڑ جا۔ خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ فرشتے نے کہا کہ تو اپنا مال اپنے پاس رکھ۔ مجھ کو کچھ نہیں چاہئے فقط تم تینوں

بقیہ صفحہ ۴۸ پر

ہماری عبادات کی حقیقت

پہلے زمانے میں ایک قاعدہ تھا جب لوگ بادشاہ کے دربار میں جاتے تو کوئی ہدیہ یا تحفہ بطور نذرانہ اپنے ساتھ لے جاتے اور درحقیقت اس بادشاہ کو ان تحفوں کی ضرورت نہ تھی لیکن مقصد یہ ہوتا تھا کہ اگر بادشاہ نذرانہ قبول کر لے تو اس کے بدلے بادشاہ کی خوشنودی حاصل ہوگی اور اس کے نتیجہ میں کچھ حاصل ہوگا۔
مولٰنا رومی رحمہ اللہ نے اس پر ایک واقعہ لکھا ہے کہ بغداد کے قریب ایک گاؤں تھا اس گاؤں میں ایک دیہاتی تھا۔ اس دیہاتی نے ارادہ کیا کہ میں بغداد جا کر امیر المؤمنین (بادشاہ) سے ملاقات کروں بہرحال جاتے وقت اس نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ میں بادشاہ کے دربار میں جارہا ہوں کوئی تحفہ بھی ہونا چاہئے۔ اب کیا تحفہ لے کر جاؤں جو بادشاہ کے لائق ہو اور بادشاہ اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے؟ بیوی نے مشورہ دیا کہ ہمارے گھر کے مٹکے میں جو پانی ہے وہ چشمہ کا ٹھنڈا، صاف شفاف اور میٹھا پانی ہے ایسا پانی بادشاہ کو کہاں میسر آتا ہوگا لہٰذا یہ پانی لے جاؤ۔ اس دیہاتی کی عقل میں بیوی کی بات آ گئی اور پانی کا گھڑا سر پر اٹھایا اور چل پڑا۔ آج کی طرح ہوائی جہاز کا سفر تو تھا نہیں پیدل یا اونٹوں پر سفر ہوتا تھا۔ وہ دیہاتی پیدل ہی روانہ ہوا اب راستے میں مٹی اور ہوا کی وجہ سے مٹکے پر مٹی کی ایک تہہ جم گئی۔ جب بادشاہ کے دربار میں حاضری ہوئی تو عرض کیا کہ حضور! میں ایک تحفہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تحفہ لائے ہو؟ تو دیہاتی نے وہ مٹکہ پیش کر دیا کہ یہ میرے گاؤں کے چشمہ کا میٹھا پانی ہے میں نے سوچا کہ اتنا اچھا پانی آپ کو کہاں میسر ہوگا اس لئے یہ میں آپ کے لئے لایا ہوں آپ قبول فرمالیں۔ بادشاہ نے کہا اس مٹکے کا ڈھکن اٹھاؤ جب دیہاتی نے ڈھکن کھولا تو پورے کمرے میں بدبو پھیل گئی اس لئے کہ اس کے بند کئے ہوئے کئی دن ہو گئے تھے۔ بادشاہ نے سوچا کہ بیچارہ اپنی سمجھ کے مطابق ہدیہ پیش کر کے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کر رہا تھا اس لئے بادشاہ نے بخوشی قبول فرمایا اور اس کی تعریف کی۔ پھر حکم دیا کہ اس کے عوض ایک گھڑا اشرفیوں سے بھر کر دے دو تو دیہاتی بہت خوش ہوا کہ بادشاہ کے دربار میں تحفہ قبول ہو گیا۔ جب وہ دیہاتی واپس جانے لگا تو بادشاہ نے اپنے ایک نوکر سے کہا کہ اسے دریائے دجلہ کے کنارہ سے واپس لے جانا۔ جب دریائے دجلہ راستہ میں آیا تو اس دیہاتی نے دجلہ کو دیکھ کر نوکر سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو نوکر نے کہا یہ دریا ہے اس کا پانی پی کر دیکھو جب دیہاتی نے دجلہ کا پانی پیا تو انتہائی صاف شفاف اور میٹھا پانی تھا۔ تو دیہاتی کو خیال آیا کہ یا اللہ! میں بادشاہ کے لئے کس قسم کا پانی لے گیا تھا اس کے محل کے اندر تو کتنے صاف شفاف پانی کی نہر ہے۔ اس کو تو پانی کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لیکن اس نے تو بڑی کرم نوازی کی میرے گھڑے کو قبول کیا ورنہ میں تو اس لائق تھا کہ مجھے سزا دی جاتی کہ ایسا گندہ اور سڑا ہوا پانی لے آیا۔
مولٰنا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جو عبادتیں کرتے ہیں وہ پانی کے گھڑے کی طرح ہیں جس میں گندہ پانی بھرا ہوا ہے، گرد و غبار سے اٹا ہوا ہے۔ اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ عبادتیں ہمارے منہ پر ماردی جاتیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ بجائے لوٹانے کے اس کو قبول فرما لیتے ہیں ہیں اور اس پر اور زیادہ اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں کہ میرا بندہ ہے اخلاص کے ساتھ لایا ہے اسلئے اس کی عبادت قبول کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ عبادت قبول فرما لیتے ہیں۔

(از اصلاحی بیانات)

ضیاء الرحمٰن متعلم درجہ رابعہ، جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

اب آپ وضو سے فارغ ہوگئے تو فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کے لئے مسجد کو چلیں! اس وقت مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھئے! اور یہ پانچوں وقتوں میں خیال رکھنا ہوگا۔

(۱)...... ہر نماز کے کیلئے باوضو ہو کر گھر سے چلنا (بخاری)

(۲) گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا یعنی اصل اور مقدم نیت نماز پڑھنے کی ہی کرنی چاہئے۔ (بخاری)

(۳)...... اذان سننے کے بعد نماز پڑھنے کیلئے اس طرح دنیوی مشاغل کو ترک کر دینا کہ اس مشاغل سے سروکار ہی نہیں ہے۔ (نشر الطیب)

(۴)...... تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ (ترمذی)

اب آپ نماز پڑھنے کیلئے گھر سے باہر نکلیں گے تو ان سنتوں کا ضرور خیال رکھئے۔

گھر سے باہر آجانے کے بعد کی سنتیں

(۱)...... گھر سے باہر آ کر یہ دُعا پڑھتے ہوئے چلئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ترمذی)

(۲)...... راستے میں چلتے ہوئے یہ دعا بھی احادیث میں آئی ہے، ستر ہزار فرشتے اس کے پڑھنے والے کے لئے دعا کرتے ہیں، دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَاىَ هٰذَا فَاِنِّىْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِىْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِىْ ذُنُوْبِىْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (ابن ماجہ)

(۳)...... نماز پڑھنے کے لئے چلئے تو باوقار ہو کر، قدرے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے چلئے، کیونکہ یہ نشانِ قدم لکھے جاتے ہیں اور ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ (الترغیب)

(۴)...... مسجد میں داخل ہونے لگیں تو بایاں پاؤں جوتے میں سے نکال کر بائیں جوتے پر رکھ لیں اور پھر دائیں پاؤں کو جوتے سے نکال کر اول دایاں پاؤں مسجد میں رکھئے۔ (الترغیب)

(۵)...... مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

بعض روایات میں یہ الفاظ زیادہ منقول ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (ابن ماجہ)

(۶)...... مسجد میں داخل ہونے کے بعد یہ دعا پڑھئے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (الترغیب)

بقیہ سچی کہانی

کی آزمائش منظور تھی سو ہو چکی۔ خدا تجھ سے راضی ہوا اور اُن دونوں سے ناراض۔

فائدہ: خیال کرنا چاہئے کہ ان دونوں کا ناشکری کا کیا نتیجہ ملا کہ تمام نعمت چھن گئی اور جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے اور خدا اُن سے ناراض ہوا۔ دنیا آخرت دونوں میں نامراد رہے اور اس شخص کو شکر کی وجہ سے کیا عوض ملا کہ نعمت بحال رہی اور خدا اس سے خوش ہوا اور دنیا و آخرت دونوں میں شاد و بامراد ہوا۔

عورت کا معاشرتی پہلو

عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں

ازقلم: جناب محمد راشد، ڈیرہ اسماعیل خان

خواتین کا زبردست اصلاحی سلسلہ

ایک بزرگ بی بی کا قصہ ہے کہ وہ ہر رات کو عشاء کی نماز کے بعد خوب زینت کرتیں، عمدہ لباس پہنتیں زیور سے آراستہ ہو کر کنگھی اور سرمہ لگاتیں۔ اور اس حالت میں شوہر کے پاس آ کر ان سے دریافت کرتیں کہ آپ کو میری حاجت ہے؟ اگر وہ کہتے کہ ہاں تو ان کے پاس کچھ دیر لیٹ جاتیں۔ اور اگر وہ کہتے کہ مجھے حاجت نہیں تو پھر کہتیں کہ اچھا مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اپنے خدا کیساتھ مشغول ہوں۔ چنانچہ شوہر کی اجازت کے بعد وہ اپنا لباس اور زیور اتار کر رکھ دیتیں اور سادہ لباس پہن کر تمام رات عبادت کرتیں۔

دیکھئے یہ بزرگ بی بی ایک وقت میں کیسی زینت کرتیں اور دوسرے وقت کمبل اور ٹاٹ میں رہتیں۔ اب اگر کوئی زینت کے وقت ان کو دیکھتا تو یہی کہتا کہ کیسی بزرگ ہیں جو اس قدر زیب و زینت کا اہتمام کرتی ہیں مگر کسی کو کیا خبر کہ وہ کس لئے زینت کرتی تھیں۔ وہ نفس کی خواہش کیلئے ایسا نہ کرتی تھیں بلکہ شوہر کو خوش کرنے کیلئے زینت اختیار کرتی تھیں (حسن معاشرت ۶۶)

اسی طرح لکھنؤ میں ایک بی بی کے میاں بڑے بدچلن تھے۔ دن رات باہر ہی بازاری عورت کے پاس رہا کرتے گھر میں بالکل نہیں آتے۔ اور طرفہ (عجب) یہ کہ وہ بازاری فرمائش کرتی ہے کہ آج پلاؤ پکے آج فلانی چیز پکے اور وہ بے چاری دم نہیں مارتی۔ جو کچھ میاں کہلا بھیجتے روزمرہ برابر پکا کر کھانا باہر بھیج دیتی (اور وہ ایسا شوہر کی فرماں برداری کی وجہ سے کرتی تھی) اور کبھی کچھ سانس نہیں لیتی۔ دیکھو ساری خلقت اس بی بی کی واہ واہ کرتی اور خدا کے یہاں تو اس کو رتبہ ملے گا وہ الگ رہا اور جس دن میاں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بدچلنی چھوڑ دی اس دن سے بس بی بی کے غلام ہی ہو جاویں گے۔ (بہشتی زیور ۳۶۶)

یہاں سے مسئلہ سمجھ لینا چاہئے کہ عورت اور مرد میں تعلق ایک باعتبار زوجیت کے ہے اس اعتبار سے عورت کو خاوند پر کسی طرح بھی فضیلت حاصل نہ ہوگی چاہے وہ کتنی ہی دیندار ہو۔ مگر اس فضیلت کی وجہ سے بیوی خاوند کی مخدومہ نہیں بن سکتی بلکہ خادمہ ہی رہے گی۔

اور دوسری فضیلت باعتبار اعمال کے ہے۔ سو اس میں بیوی شوہر سے بڑھ سکتی ہے اور ممکن ہے کہ حق تعالیٰ کے یہاں اس کے حسنات اور درجات مرد سے زیادہ ہوں کیونکہ اس کا مدار اعمال پر ہے۔ (حسن معاشرت ۵۲)

خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ایسا رشتہ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنا ہے۔ اگر دونوں کا دل ملا رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اگر خدانخواستہ دلوں میں فرق آ گیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے شوہر کا دل ہاتھ میں لئے رہو اور اس کی آنکھ کے اشارے پر چلا کرو۔ اور یہ بات خوب یاد رکھو کہ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے۔ دباؤ اور زبردستی سے ہرگز تابع نہیں ہو سکتے۔ ان کے زیر کرنے اور تابع کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشامدی اور تابعداری ہے۔ ان پر غصہ کر کے یا دباؤ

ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے۔ اگرچہ اس کا انجام ابھی سمجھ میں نہیں آتا لیکن جب فساد کی جڑ پڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہوگا۔ (بہشتی زیور)

اگر عورت یہ کہے کہ مرد کے غصہ سے ہم کو غصہ آتا ہے تو سمجھو کہ غصہ ہمیشہ اپنے چھوٹے یا برابر والے پر آیا کرتا ہے اور جس کو آدمی اپنے سے بڑا سمجھتا ہے اس پر کبھی غصہ نہیں آیا کرتا۔ چنانچہ نوکر کو آقا پر غصہ نہیں آسکتا۔ اسی طرح رعیت کے آدمی کو حاکم پر غصہ نہیں آتا۔ بیٹے کو باپ پر غصہ نہیں آسکتا۔

بیبیو! تم کو مرد کے غصہ سے غصہ آنا یہ بتلاتا ہے کہ تم اپنے کو مرد سے بڑا یا برابر درجہ کا سمجھتی ہو۔ اور یہ خیال ہی سرے سے غلط ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء: ۳۴) "مرد عورتوں پر حاکم ہیں"۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرہ:۲۲۸) کہ مردوں کا درجہ عورتوں سے زیادہ ہے (حسن معاشرت ۴۲)

ہاں البتہ مرد غصے میں عورت پر زیادتی کر دیتا ہے تو اس کی آسان تدبیر یہی ہے کہ جس وقت خاوند غصے میں ہو تو اس وقت کوئی جواب مت دو۔ جب تمہاری طرف سے جواب نہ ہوگا تو اس کا غصہ آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہوتا جائے گا۔ جیسے ایک عورت نے ایک بزرگ کے سامنے اپنے میاں کی زیادتیوں کا تذکرہ کیا تو اس بزرگ نے اس عورت کو پانی دم کر کے دیا کہ جونہی میاں کو غصہ آئے اس میں سے ایک گھونٹ لے کر منہ میں رکھ لینا۔ نگلنا نہیں۔ اس ترکیب سے وہ عورت خاوند کی زیادتیوں سے محفوظ ہوگئی۔ دراصل وہ عورت خاوند کے غصہ کے وقت جواب دیتی رہتی تھی جس سے خاوند کا غصہ اور زیادہ بڑھ جاتا۔ اس دفعہ منہ میں پانی ہونے کی وجہ سے عورت جواب نہ دے سکی اور معاملہ جلد ہی رفع ہوگیا۔ زیادتی کی نوبت نہ آئی۔

لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ مردوں کی فضیلت کو مدنظر رکھ کر زندگی گذاریں تو زندگی جنت کا نمونہ بن سکتی ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو آپس میں پیار و محبت اور اُلفت عطا فرمائے۔ آمین

نماز کی خواتین کو خصوصی تاکید

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور پاکدامن رہے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیہ)

ماہ اگست کے اوقات نماز

صرف اہل لاہور اور اس کے گردونواح کیلئے

تاریخ	[illegible]		[illegible]		زوال		[illegible]		[illegible]		[illegible]		[illegible]	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
1	3	46	5	19	12	9	3	34	4	58	7	00	8	32
2	3	47	5	19	12	9	3	34	4	57	6	59	8	31
3	3	47	5	20	12	9	3	33	4	57	6	58	8	29
4	3	48	5	21	12	9	3	33	4	56	6	57	8	28
5	3	49	5	22	12	9	3	32	4	56	6	56	8	27
6	3	50	5	23	12	9	3	32	4	55	6	55	8	26
7	3	51	5	23	12	9	3	31	4	54	6	54	8	25
8	3	52	5	24	12	9	3	31	4	54	6	53	8	24
9	3	53	5	24	12	8	3	30	4	53	6	52	8	23
10	3	54	5	25	12	8	3	30	4	52	6	51	8	22
11	3	55	5	26	12	8	3	29	4	52	6	50	8	21
12	3	56	5	26	12	8	3	28	4	51	6	49	8	20
13	3	57	5	27	12	8	3	27	4	50	6	48	8	18
14	3	58	5	28	12	8	3	26	4	50	6	47	8	17
15	3	58	5	28	12	7	3	25	4	49	6	47	8	16
16	3	59	5	29	12	7	3	25	4	49	6	46	8	14
17	4	00	5	29	12	7	3	24	4	48	6	45	8	13
18	4	01	5	30	12	7	3	23	4	48	6	44	8	12
19	4	02	5	30	12	7	3	23	4	47	6	43	8	10
20	4	03	5	31	12	6	3	22	4	46	6	42	8	9
21	4	04	5	31	12	6	3	21	4	46	6	40	8	7
22	4	05	5	32	12	6	3	21	4	45	6	39	8	6
23	4	06	5	33	12	6	3	20	4	44	6	38	8	4
24	4	07	5	33	12	5	3	20	4	44	6	37	8	3
25	4	08	5	34	12	5	3	19	4	43	6	36	8	1
26	4	09	5	34	12	5	3	19	4	42	6	35	8	00
27	4	10	5	35	12	5	3	18	4	41	6	34	7	58
28	4	10	5	35	12	4	3	18	4	41	6	32	7	57
29	4	11	5	36	12	4	3	17	4	40	6	31	7	56
30	4	12	5	37	12	4	3	17	4	40	6	30	7	55
31	4	13	5	37	12	3	3	16	4	39	6	29	7	53

بچوں کا علم و عمل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی نیکیاں

مولانا محمد شعیب طاہر صاحب، مدرسہ ضیاء القرآن، خان بیلہ

اسلام سلامتی اور عافیت کا دین ہے۔ دنیا و آخرت کی سلامتی اسی دین سے وابستہ ہے۔ اسلام کے لغوی معنی ہیں "اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری" اور سلام کا مفہوم ہے "اللہ تعالیٰ سے سلامتی مانگنا" دنیا کی تمام قوموں کے آپس میں ملنے جلنے اور ملاقات کے آداب مقرر ہیں۔ اسلام نے بھی آداب مقرر کئے ہیں اور السلام علیکم کہنا اسی کا ایک حصہ ہے۔

مسلمانوں کا آپس میں ملتے وقت، رخصت ہوتے وقت سلام کہنا اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی حاصل ہو جائے اس کو کسی تکلیف یا پریشانی سے واسطہ نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اکثر مسلمانوں میں غیر مسلم تہذیب کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ جو صدیوں کے پڑوس اور ہمسائیگی کا اثر ہیں۔ آج بہت سے گھرانے السلام علیکم کے بجائے "آداب عرض ہے" "تسلیمات عرض کرتا ہوں" کہتے ہیں جو قطعی ہندوانہ طریقہ ہے اور اس میں دعا کا کوئی پہلو نہیں ہے صرف مخاطب کی تعظیم کا اظہار ہے لیکن ہمارے سلام کرنے کے جواب دینے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا اور یہ شعائر اسلام میں سے ہے۔

عرب ممالک میں بھی بعض افراد سلام کو فراموش کر کے "صبح بخیر" اور "گڈ مارننگ" سے مخاطب کرنے لگے ہیں۔ اپنی تعلیم کو حقیر سمجھنا اور اپنی اسلامی تہذیب کو پس پشت ڈالنے کا انجام یہ ہوگا کہ نہ گھر کے رہیں گے اور نہ گھاٹ کے بلکہ منزل سے دور ہوتے چلے جائیں گے، تاہم مایوسی نہیں اس لئے کہ جب تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوتا رہے گا ان شاء اللہ خیر کی توقع ہے۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ اسلام میں کون سا طریقہ (یعنی فعل) بہتر ہے؟

(۱) ارشاد فرمایا (اقرباء، فقیر، مساکین، مہمانوں کو) کھانا کھلانا اور سلام کرنا خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ (سنن ابی داؤد)

(۲) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر وہ شخص ہے جو سلام میں سبقت کرے۔ (سنن ابی داؤد)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا السلام علیکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا اس کو دس نیکیاں ملیں۔ پھر دوسرا شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کے بعد فرمایا اس کو بیس نیکیاں ملیں۔ تیسرا شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کے بعد فرمایا کہ اس کو تیس نیکیاں ملیں۔ (سنن ابی داؤد)

سلام کا مقصد شخصی تعظیم و اکرام نہیں بلکہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے حب فی سبیل اللہ کا اقرار و اظہار ہے یعنی جان پہچان کے بغیر راہ چلتے کو بھی سلام کریں تو یہ اس کیلئے دعا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھیں اسی طرح اصولاً وہ شخص آپ کا احسان مند اور شکر گزار ہوگا اور وہ بھی جواباً کہے گا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو بھی سلامت رکھیں اور اپنی رحمت و برکت سے نوازیں۔ یہ طریقہ محبت کا باعث ہوگا۔ اگر تعظیم بھی مقصود ہو تو اس کے لئے بھی اس سے بہتر صورت نہیں کہ اس کی سلامتی کیلئے اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا جائے یعنی سلام کیا جائے۔

بقیہ صفحہ ۳۲ پر

جن کی تعریف: وہ آگ کا جسم ہے جو کئی شکلوں میں آ سکتا ہے۔ (حاشیہ تیسیر المنطق)

بچوں کا علم و عمل

حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُلو سے بات چیت

(اُلو نصیحت کرنے والا پرندہ ہے)

اُلو نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام کیا۔ حضرت سلیمان نے جواباً کہا وعلیکم السلام یا حامۃ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُلو سے سوالات کیئے۔

حضرت سلیمان: اے اُلو! تو آبادی میں کیوں نہیں رہتا، جنگلوں اور کھنڈرات وغیرہ میں کیوں رہتا ہے؟

اُلو: اس لئے کہ ویران جنگل اللہ کی میراث ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور کتنی ہی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ ان کی خوش عیشی کو خاک میں ملا دیا۔ اور وہ آبادیاں ایسی ہو گئیں کہ ان میں کوئی رہنے والا بھی نہ رہا (بالکل کھنڈر بنا دیا) اب اس کے ہم وارث ہیں (سورۃ قصص) پس تمام دنیا اللہ کی میراث ہے۔

حضرت سلیمان: اے حامۃ! جب تو ان ویران جنگلوں میں بیٹھتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

اُلو: میں یہ کہتا ہوں، اے بستی کے رہنے والو! تمہاری خوش عیشی کہاں چلی گئی؟

حضرت سلیمان: جب تو ان ویران کھنڈرات سے گزرتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

اُلو: میں کہتا ہوں، بنی آدم کیلئے افسوس کا مقام ہے کہ ان پر عذاب آرہے ہیں اور وہ ان عذابات سے غافل ہوکر سوئے ہوئے ہیں۔

حضرت سلیمان: اے اُلو! تو دن میں کیوں نہیں نکلتا، رات کو کیوں نکلتا ہے؟

اُلو: اس لئے کہ اولاد آدم ایک دوسرے پر ظلم ڈھا رہی ہے۔ (میں منظر دیکھنا نہیں چاہتا) اس لئے باہر نہیں نکلتا۔

حضرت سلیمان: اے اُلو! مجھے خبر دے کہ جب تو بولتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

اُلو: میں کہتا ہوں، اے غفلت میں سونے والو! آخرت کیلئے کچھ توشہ تیار کر لو اور سفرِ آخرت کیلئے ہر وقت تیار رہو۔ پاک ہے نور کو پیدا کرنے والے کی ذات

ان سوالات کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی آدم کیلئے اُلو سے زیادہ نصیحت کرنے والا شفقت کرنے والا کوئی پرندہ نہیں ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کھیت کا دانہ کیوں نہیں کھاتا؟ اُلو نے کہا کہ آدم علیہ السلام اس وجہ سے جنت سے نکالے گئے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا تو پانی یا اس دریا کا پانی کیوں نہیں پیتا؟ اُلو نے کہا کہ اس پانی سے قوم نوح علیہ السلام غرق کی گئی۔

بقیہ السلام علیکم کی نیکیاں

سلام کے بعد مصافحہ کرنا بھی سنت ہے۔ ارشاد فرمایا "جب دو مسلمان آپس میں ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں اور اس سے مغفرت چاہیں تو ان کی مغفرت ہو گی۔" (سنن ابی داؤد) اسلام میں سلام بطور دعا ہے۔ اس کا مقصد دوسرے مذاہب کی طرح انسانی تعظیم یا طبقاتی فرق کا اظہار نہیں۔ مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ اتباع سنت کریں اور سلام کو رواج دیں تاکہ محبت اور اخوت پیدا ہو۔ سلام کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کو پھیلانے کا حکم فرمایا ہے۔

افسوس ہم مسلمان اب اس سنت مبارکہ کو بھی چھوڑتے جا رہے ہیں اور یا تو سلام کرتے ہی نہیں یا خلاف سنت کرتے ہیں۔ اس متروکہ سنت کو جاری کر کے سو شہیدوں کا ثواب حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دیں۔ آمین

جامعہ کے شب و روز

مؤرخہ ۲۷ ربیع الثانی بمطابق ۵ جون بروز اتوار بسلسلہ ماہانہ بیان حضرت مولٰنا مشرف علی تھانوی صاحب مدظلہم (مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم الاسلامیہ کامران بلاک، لاہور) تشریف لائے اور بعد از نماز عصر تقریباً ایک گھنٹہ بیان فرمایا۔ موضوع تھا "علم کے ساتھ ساتھ عمل کی اہمیت" ان شاءاللہ اس بیان کا خلاصہ آپ اپنے اس رسالہ علم وعمل میں ملاحظہ فرمائیں گے

بحمد اللہ جامعہ کی مسجد کے گنبد کی تعمیر جو ابھی باقی تھی اب وہ ان شاءاللہ جلد پایہ تکمیل تک پہنچ رہی ہے۔ جبکہ پانی کی بڑی ٹینکی کی تعمیر کا سلسلہ تیاری کے آخری مراحل میں ہے ان شاءاللہ جلد تعمیر شروع ہوگی

مؤرخہ ۲۵ جمادی الاولیٰ بمطابق ۳ جولائی بروز اتوار بسلسلہ ماہانہ بیان مولٰنا محمد اکرم صاحب مدظلہم (استاذ جامعہ منظور الاسلامیہ، لاہور وخلیفۂ مجاز حضرت مولٰنا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم) تشریف لائے اور بعد از نماز عصر تقریباً پون گھنٹہ بیان فرمایا۔ موضوع تھا "نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اپنی امت کے نام" (پانچ نصیحتوں والی حدیث پر بیان فرمایا)۔ بعد از بیان درجہ کتب کے ششماہی امتحان کا نتیجہ بولا گیا اور اول، دوم، سوم آنے والوں کو انعامات بھی دیئے گئے۔ جامعہ کے اصول کے مطابق کسی درجہ میں طلبہ کی تعداد دس تک ہو تو صرف اول، پندرہ تک ہو تو اول، دوم پندرہ سے زائد ہو تو اول، دوم، سوم تینوں کو انعام دیا جاتا ہے ۔

اجمالی نتیجہ ششماہی امتحان منعقدہ ۲۹ ربیع الثانی تا ۵ جمادی الاولیٰ بمطابق ۷ جون تا ۱۳ جون

درجہ	تعداد طلباء	مجموعی نتیجہ	کل نمبر	اول	دوم	سوم
خامسہ	6	74%	700	معظم علی 679	=	=
رابعہ	12	75%	800	عبید الرحمن 788	وسیم منظور 775	=
ثالثہ	32	73%	800	عمیر کرامت 780	محمد انور 764	قادر بخش 762
ثانیہ	29	71%	900	محمد یوسف 844	وقار احمد 822	محمد قاسم 800
اولیٰ	34	73%	700	محمد اسد خان 676	محمد فہد 666	قاسم علی 655